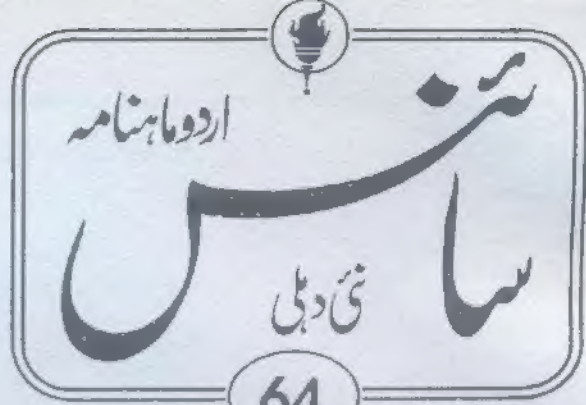




ISSN-0971-5711



1999

64

مئی



نمبر شمار	نام کتاب	زبان	قیمت
1.	اسے ونڈیک آف کامن ریسٹریٹ یونانی سسٹم آف میڈیسن انگریزی 19/00، پنگالی 19/00، عربی 44/00، گجراتی 44/00، ہندی 34/00، کنڑ 34/00، محل 8/00، مملو 9/00، پنجابی 16/00، ہندی 6/00، اردو 13/00		
2.	آئینہ سرگزشت - ابن سینا	اردو	7/00
3.	رسالہ جودیہ - ابن سینا (معالجات پر ایک مختصر مقالہ)	اردو	26/00
4.	میروان الیونانی طبقات الاطباء - ابن ابی الصمد (جلد اول)	اردو	131/00
5.	میروان الیونانی طبقات الاطباء - ابن ابی الصمد (جلد دوم)	اردو	143/00
6.	کتاب الکلیات - ابن رشد	اردو	71/00
7.	کتاب الکلیات - ابن رشد	عربی	107/00
8.	کتاب الجالیخ لمرادیت الادویہ والافقیہ - ابن بیطار (جلد اول)	اردو	71/00
9.	کتاب الجالیخ لمرادیت الادویہ والافقیہ - ابن بیطار (جلد دوم)	اردو	86/00
10.	کتاب الفوری فی الجراحات - ابن القفطی (جلد اول)	اردو	57/00
11.	کتاب الفوری فی الجراحات - ابن القفطی (جلد دوم)	اردو	93/00
12.	کتاب الفوری - ذکر یارازی	اردو	169/00
13.	کتاب الادبال - ذکر یارازی (بدل ادویہ کے موضوع پر)	اردو	13/00
14.	کتاب التفسیر فی المداویات والادبیر - ابن زہر	اردو	50/00
15.	انٹری میڈیسن ٹوڈی میڈیسیل پلاسٹش آف میڈیکل (یو پی)	انگریزی	11/00
16.	انٹری میڈیسن ٹوڈی میڈیسیل پلاسٹش فرام ہارٹھ کٹرکٹ ڈسٹرکٹ مل ہڈ	انگریزی	143/00
17.	میڈیسیل پلاسٹش آف الیونانی فارمیسی	انگریزی	26/00
18.	فونیکو میکیکل اینڈروڈس آف یونانی فارمیسی (پارٹ - I)	انگریزی	43/00
19.	فونیکو میکیکل اینڈروڈس آف یونانی فارمیسی (پارٹ - II)	انگریزی	50/00
20.	فونیکو میکیکل اینڈروڈس آف یونانی فارمیسی (پارٹ - III)	انگریزی	107/00
21.	اینڈروڈس اینڈ آف سٹیکل ڈرگس آف یونانی میڈیسن (پارٹ - I)	انگریزی	96/00
22.	اینڈروڈس اینڈ آف سٹیکل ڈرگس آف یونانی میڈیسن (پارٹ - II)	انگریزی	129/00
23.	کلیکیکل اسٹریٹ آف دیج انفاسل	انگریزی	4/00
24.	کلیکیکل اسٹریٹ آف فیک انفس	انگریزی	5/50
25.	تکیم امل خاں - اسے ورسائل فیکس (جلد - 71/00)	انگریزی	57/00
26.	کنسپٹ آف ہرٹھ کٹرول من یونانی میڈیسن	انگریزی	131/00
27.	کیمسٹری آف میڈیسیل پلاسٹش - I	انگریزی	340/00
28.	امراض قلب	اردو	205/00
29.	امراض ریه	اردو	150/00
30.	المعالجات البقریہ (پارٹ - I)	اردو	360/00

ڈاک سے کتابیں منگوانے کے لئے اپنے کمرے کے ساتھ کتابوں کی قیمت بذریعہ بینک ڈرافٹ، جوازیکس پی سی، آئی ایم، پی ڈی کے ہم ساتھ، منسلک روانہ فرمائیں۔

100/00 سے کم کی کتابوں پر محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

کتابیں مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، 61-65، انسٹی ٹیوٹل اریبا، بنگ پوری، نئی دہلی - 110058 فون: 5614970-72, 5611982

ہندستان کا پہلا سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ  
انجمن سرورغ سائنس کے نظریات کا ترجمان

## ترتیب

- اداریہ \_\_\_\_\_ 2  
ڈاکٹر حسرت \_\_\_\_\_ 3
- سواک \_\_\_\_\_ ڈاکٹر افتخار حسین فاروقی 3  
انیم کانسٹر \_\_\_\_\_ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز 8  
پانی \_\_\_\_\_ پروفیسر حسین فاطمہ 13  
کچھ مغالطے \_\_\_\_\_ ڈاکٹر جاوید انور 13  
تربوز \_\_\_\_\_ راشد حسین 17  
حسن اور خوبصورتی \_\_\_\_\_ بشارت احمد بابا 19  
خواب اور اس کی تعبیر \_\_\_\_\_ عبداللہ ولی بخش قادری 21  
آدم سے جام تک \_\_\_\_\_ ڈاکٹر سید محبوب اشرف 23  
ادب حالات اشارے \_\_\_\_\_ مدیحہ 27  
منفیہ مشورے \_\_\_\_\_ ڈاکٹر سہیل پروین 29
- ماحول \_\_\_\_\_ 31  
جنگل جانور قلعہ۔ جیلا \_\_\_\_\_ آفتاب احمد 31
- لائٹ ہاؤس \_\_\_\_\_ 33  
ایلو منیم۔ ایک دو دنیا \_\_\_\_\_ عبدالودود انصاری 33
- دھات \_\_\_\_\_  
خلائی سفر \_\_\_\_\_ ڈاکٹر انیس عالم 36  
دواؤں کے نام \_\_\_\_\_ ڈاکٹر عابد مسرور 38  
کاش ہوتی۔۔۔ (انکم) \_\_\_\_\_ ولی باغی 41  
کب کیوں کیسے \_\_\_\_\_ ادارہ 42
- سوال جواب \_\_\_\_\_ 44  
کسموشی \_\_\_\_\_ مدیحہ 48  
کاوش \_\_\_\_\_ 51
- ہنگ برڈ \_\_\_\_\_ رعنا باب 51  
کپیٹر کا کام جم: انکم مسرور \_\_\_\_\_ محمد نسیم صدیقی 51  
شقیقہ \_\_\_\_\_ حامد محمد نور اللہ خاں 53  
تسمی \_\_\_\_\_ نیل فریدین 54

# سائنس

64

ایڈیٹر:  
ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

مجلس ادارت:

مشیر: پروفیسر آل احمد سرور

ممبران:

ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی

عبداللہ ولی بخش قادری

ڈاکٹر عیسیٰ الرحمن

ڈاکٹر شعیب عبداللہ

مہارک کاکڑی (مہارک)

عبدالودود انصاری (مترجم)

سورق، جاوید اشرف

اس دائرے میں سرخ نشان  
کا مطلب ہے کہ آپ کا  
ذرا سا لائن ختم ہو گیا ہے۔

ٹیکس فون: 692-4366

(رات 6 تا 10 بجے مرن)

ای میل پتہ:

editor@urdu-science.com

مئی 1999  
جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 5

قیمت فی شمارہ 12 روپے

8 ریال (سعودی)

5 درہم (سعودی)

2 ڈالر (امریکی)

1 پاؤنڈ

سالانہ (سادہ ڈاک سے)

130 روپے (انفرادی)

140 روپے (ادارات)

280 روپے (بذریعہ پستی)

برائے غیر ممالک (بہائی ڈاک سے)

80 ریال (درہم)

24 ڈالر (امریکی)

10 پاؤنڈ

اعانت قاعص:

1500 روپے

800 ریال (درہم)

240 ڈالر

100 پاؤنڈ

بیل زر و خط و کتابت کا پتہ: 665/18 ڈاکٹر محمد اسلم پرویز دہلی 110025

سرکولیشن آفس: 266/6 ڈاکٹر محمد اسلم پرویز دہلی 110025



دنیا کا پہلا اردو ماہنامہ جو انٹرنیٹ پر دستیاب ہے  
انٹرنیٹ (ویب سائٹ) پتہ: [www.urdu-science.com](http://www.urdu-science.com)





قبای الا ربکما تکفین

تو پھر (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں و قدرتوں و عجائبات و کمالات و خوبیوں کو جھٹلو گے۔

ماضی اعتبار سے انسان و درندہ و گھرجوروں کے درمیان بہت کچھ یکساں ہے۔ دونوں پیداؤں کے وقت کمزور ہوتے ہیں، غذا استعمال کر کے بڑے ہوتے ہیں، عمر رسیدہ ہو کر مر جاتے ہیں۔

دونوں کے بیشتر جسمانی نظام بھی بنیادی طور پر یکساں ہیں۔ اسی لیے محققین اپنے تجربات جانوروں پر کر کے ان کے اثرات نوٹ کرتے ہیں۔ انسان و درندہ و گھرجوروں کے درمیان اہم ترین فرق عقل کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہتر دماغ عطا کیا ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کیوں عطا کی۔ خالق کائنات نے اپنی ہر تخلیق کو ایک فطری مدد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

حادثہ اور روشنی دینے کے لیے بنی ہے تو یہ بھی غنڈک اور اندھیرے کی پیابھر نہیں ہوگی۔ موٹی ڈگر سبز خور ہیں تو یہ کبھی گوشت خوری نہیں کریں گے۔ سڑی اگر جلا جاتی ہے تو یہ کبھی سرنگ نہیں بنائے گی۔

قدرت کے کارخانے میں لسی بے شمار مثالیں، نشانیاں (آیات) نگہری پڑی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر یہ تصدیق کی جاسکتی ہے کہ ہر چیز اپنی فطرت کے عین مطابق اللہ کا حکم بھلاتی ہے۔

اس کے برخلاف انسان کو اللہ جل جلالہ تعالیٰ نے آفر فطرت پیدا کیا ہے کہ وہ حق و باطل، وحدت و شرک میں سے جس راستے چاہے چلا جائے۔ اگر انسان کو اس آفری کے ساتھ شعور عطا کیا جاتا تو وہ

علم ہوتا۔ لہذا ذات کریم نے انسان کو عقل و شعور عطا کیا کہ وہ دیکھے اور فیصلہ کرے کہ حق کیا ہے۔ حق کو پہچاننے کے واسطے ہی ارحم الراحمین نے دنیا میں جغیر بھیجے اور انھیں کتابیں دیں۔

قرآن پاک میں جابہ جاتہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا اپنی رحمتوں کا ذکر کرتا ہے۔ ساتھ ہی ہمیں غور و فکر کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو پہچاننے، ان کا صحیح استعمال کرنے اور ان کا شکر ادا کرنے کے لیے لازمی ہے کہ انسان ان نعمتوں سے واقف ہو۔ علم انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے نہ صرف آگاہ کرتا ہے بلکہ انسانی فلاح و بہبود کے واسطے ان کے استعمال کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ ایک بے علم شخص اگرچہ صبح شام اپنے جسم و قوت اور

تمام وسائل کو استعمال کر رہا رہتا ہے لیکن اسے یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے رب کی کن کن نعمتوں سے فیض پا رہا ہے۔ اس کے برخلاف اللہ کا ایک بندہ اور عالم (مائنس داں) خوب جانتا ہے کہ اس کے گھر کے باہر جو یہ بے مصرف نظر آنے والے پودے الگ رہے ہیں جنہیں ہم "جنگلی" کہتے ہیں یہ کس طرح نہ صرف اللہ کی ایک

اہم نعمت (زر خرمی) کو باندھ کر رکھے ہوئے ہیں بلکہ کس طرح وہ ہوا کو بھی صاف کر رہے ہیں اور زمین کی تہوں میں چھپے کتنے اجزاء کو باہر لا کر اپنے جسم کا حصہ بنا رہے ہیں تاکہ وہ کسی موٹی کے پیٹ میں جا کر اسے تقویت دیں اور اس کے دودھ اور گوشت سے انسان یا اللہ

کی دیگر مخلوق فیض یاب ہو۔ ایسے کروڑ ہا ہر کن اور سسٹم اللہ تعالیٰ کی متوازن کائنات کا ایک حصہ ہیں۔ یہی قابل غور بات یہ ہے کہ ہندگی اور علم لازم و ملزوم ہیں۔ اگر علم بغیر ہندگی کے ہو تو حدش ہے کہ وہ انسانی فلاح و بہبود کے لیے استعمال نہیں ہوگا جیسا کہ آج کل

مائنس و ٹکنالوجی کی بہت سی دریاختیاں انسانی ہلاکت کا باعث بن رہی ہیں۔ تاہم اس کیفیت میں کم و کم غف اسد تو یہ رہتی ہے کہ اس علم کا کچھ نہ کچھ حصہ تو انسانی فلاح میں استعمال ہو گا لیکن بغیر علم کے مکمل ہندگی تو وجود میں آتی نہیں سکتی۔ علم یہ دہشت ہے کہ جو

انسان کو حق کے بارے میں رہتی نہیں بالکل حق کی معرفت کرتی ہے، عقل و شعور کی مدد سے حق کو تسلیم کرتی ہے اور اس طرح ایمان کی جڑیں مضبوط کر کے اسے پروان چڑھا کر ایک ستارہ درخت

بناتی ہے جو پھر شرک و کفر کی آندھی میں نہ تو ظاہر اور نہ یہ باطن نگاہ کا ہے۔ کیا خوب نعمت ہے یہ علم جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو عقل و شعور کی مدد سے عطا کیا۔ چنگ علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

معصوم زلمی نوری





## ڈائجسٹ

# مسواک

ڈاکٹر اقتدار حسین فاروقی

کی شکل میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں ایسا ہی ایک زبردست اور شاندار بند تقریباً آٹھ سو سال قبل مسیح میں کے شہر مارب میں تعمیر کیا گیا تھا جو تقریباً چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع تھا۔ عرم مارب کی دیوار پیس فٹ بلند تھی اور فن تعمیر کا ایک حیرت انگیز نمونہ تھی۔

قدیم دور میں بھی جواہرات، عطریات اور سالہ جات کی تجارت کا نہایت اہم مرکز تھا۔ یہاں کے تجارتی مین اشیا کے ساتھ ساتھ افریقہ اور ہندوستان سے لائی ہوئی پیداوار اور مصنوعات کو مصر کی منڈیوں میں فروخت کر کے بڑی رقم کماتے تھے اور پھر مصر سے یہ نادر و نایاب اشیا روم اور یونان کے بازاروں میں پہنچائی جاتی تھیں جہاں وہ اس قدر قیمتی ہوتی تھیں کہ صرف امراء و رؤسا ہی ان کو خریدنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے قبل ہی مین میں ایک سی سلطنت کی بنیاد پڑ چکی تھی جس کا اصل کام تجارت تھا۔ اس سلطنت نے جلد ہی ترقی کی بڑی منزلیں طے کر لیں اور سب کے نام سے اتنی معروف ہوئی کہ اس کے تذکرے سارے عرب اور مشرقی افریقہ میں عام ہو گئے۔ سب کی دولت و ثروت اور بڑھتی ہوئی سرحدوں کے قصبے لوگوں میں گفتگو کا موضوع بن گئے۔ حضرت نوح کا علاقہ اس میں جلد ہی شامل کر لیا گیا۔ کچھ مورخین کا خیال ہے کہ حبش میں بھی سب کا اقتدار قائم ہو گیا تھا اور عراق تک علاقہ ان کے زیر اثر آ گیا تھا۔ غرض کہ سب جلد ہی ایک عظیم اور دولت سے مالا مال سلطنت بن گئی اس کے

جزیرہ نما عرب کے جنوب کا پہاڑی علاقہ مین اپنی خوبصورتی اور نہایت دولت کی بنا پر زمانہ قدیم ہی سے بہت مشہور رہا ہے۔ اس خطہ زمینی کی شہرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے قبل ہی روم اور یونان تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ ان ممالک کے سیاحوں نے جو سمندری راستوں سے طویل سفر کرنے کے بڑے ماہر تھے۔ مین کے جغرافیہ اور ثقافت کے علاوہ وہاں کی نباتاتی کیفیت کا ذکر بہت تفصیل سے کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شاہراہوں کے دونوں جانب پہاڑیوں پر پھیلے ہوئے گھنے باغات پورے علاقہ کو ایک ناقابل فراموش حسن عطا کرتے تھے اور فراوانی سے مختلف اقسام کے پھلوں کا ذریعہ تھے۔ مسالوں اور خوشبودار گوند (OLEO-RESIN) پیدا کرنے والے اشجار کے جنگلات ساری فضا کو اسقدر معطر کر دیتے تھے کہ جنت کا گمان ہوتا تھا۔ ان درختوں میں دارچینی (عربی۔ قرفة سیلانیہ، دارصنی۔ انگریزی CINNAMON) روغن بلسا (عربی: دهن البستان، توبلاکون۔ انگریزی MECCA BALSAM) اور یونان (عربی لبان، انگریزی OLIBANUM) پیدا کرنے والے درخت خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ عمدہ قسم کے اجناس کی کاشت بھی کی جاتی تھی۔ جن کو میراب کرنے کے لیے بند (DAM) تعمیر کیے جاتے تھے۔ ان میں بارش کا پانی جمع کر کے نہروں کے ذریعے دور دراز تک کے کھیتوں اور باغات تک پہنچایا جاتا تھا۔ چھوٹے اور بڑے بندوں کی تعداد یوں تو بہت تھی لیکن ان میں سے چند اتنے عظیم اور مضبوط تھے کہ ان کے نشانات، کھنڈروں



وہاں کی دولت و حشمت نے لوگوں کو آرام طلبی اور عیش پرستی کی اس منزل تک پہنچا دیا کہ جہاں سے خود ان کو اپنے زوال کے آثار نظر آنے لگے اور وہ ناگہانی آفتوں کا شکار ہونے لگے۔ حتیٰ کہ چھٹی صدی عیسوی (542ء) کے وسط میں یعنی حضورؐ سے کچھ قبل مارب شہر کا عظیم بند (عمرم) کچھ اس طرح ٹوٹا کہ اس سے نکلے ہوئے پانی کے سیلاب نے قیامت ڈھادی۔ مشرقی یمن کا علاقہ جو اپنے حسن اور نباتاتی دولت سے مالا مال تھا وہ ایسا ویران ہوا کہ باغات کے نام و نشان تک مٹ گئے۔ نباتات کے نام پر کچھ بہت ہی مضبوط قسم کے اشجار ہی بچ سکے۔ جیسے بلخ پھلوں والے سیلو (عربی: غمط الاراک، انگریزی: TOOTH BRUSH TREE) جھاؤ (عربی: ائل، انگریزی: CEDAR) اور سدر (عربی: الاراز، انگریزی: TAMARISK) کے درخت۔ دیگر پھلوں اور خوشبودار درختوں کے مقابلہ میں غمط، ائل اور سدر کا عمرم مارب کے سبیل (سیلاب) کی زد سے بچ جانا ایک قدرتی بات تھی کیونکہ یہ تینوں اشجار کی قسमें گہری جڑوں اور موٹے تنوں کی بنا پر پانی کے تیز بہاؤ کو یقیناً برداشت کر سکتی تھیں جبکہ کھجور، انگور، انار وغیرہ کے درختوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ سیل عم کا مقابلہ کرتے۔ سبکی اس تباہی کا حال قرآن پاک کی سورہ سبا (آیت 16-15) میں بیان فرمایا گیا ہے۔ عیش و آرام کے پرستار انسانوں اور فزوں کے لیے یہ آیات قرآنی آج بھی ایک سبق اور پیغام ہیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ”سا کے لیے ان کے اپنے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی۔ دوباغ، دایں اور بائیں۔ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور شکر بجالاؤ اس کا۔ ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پروردگار ہے بخش فرماتا والا۔ مگر وہ منہ موڑ گئے۔ آخر ہم نے ان پر بند توڑ کر

واقعات حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی سنائے گئے۔ لہذا انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ سلطنت سبکی ملکہ ان کے شاہی دربار میں حاضر ہوں۔ ان کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے ملکہ سبا جن کا نام بعض تاریخی حوالوں میں ملیقیس بتایا گیا ہے اور جو ایک یونانی نام ہے حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوئیں اور قیمتی تحائف ان کے حضور میں پیش کیں۔ ان میں ہیرے جواہرات اور مسالوں کے علاوہ لوہان کی ایک بڑی مقدار تھی جس کا ذریعہ یمن کے خوشبودار درخت (عربی: لبئی) ہوا کرتے تھے۔ یہ درخت آجکل نباتاتی اعتبار سے Boswellia carterii کہلاتے ہیں۔ روایت ہے کہ ملکہ سبا یوں تو اپنے ساتھ لائے ہوئے تحائف پر بڑی نازاں اور مسرور تھیں لیکن جب حضرت سلیمانؑ کی دانش مندی کو اور ان کے دربار کے جاہ و جلال، ان کے قصرے شمال اور جواہرات سے مزین تخت و تاج کو دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئیں اور اسی مرعوبیت کے عالم میں دین سلیمانی قبول کرنے پر آمادہ ہو گئیں۔ یہ واقعہ 350 قبل مسیح کے اس پاس کا بتایا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ بائبل اور قرآن حکیم کی سورہ نمل میں کیا گیا ہے۔

تاریخ ماضی اس سچائی کی بے شمار شہادتیں فراہم کرتی ہے کہ اس سرزمین پر جب حکومتیں، سلطنتیں، تہذیبیں اور قومیں اپنی طاقت کے زعم میں ظلم و بربریت پر عمل پیرا ہونے لگیں پھر عیش و عشرت سے پیدا شدہ برائیوں اور بدعتوں کی آماجگاہ بنیں ہو گئیں۔ اس کے نتیجے میں خوف خدا اور یاد خدا سے بیگانہ ہو گئیں تو وہ آخر کار قدرت کے قہر و غضب کا شکار ہوئیں اور بربادی کو اپنا مقدر بنایا۔ کچھ ایسا ہی سلطنت سبا کے ساتھ بھی ہوا۔



سیلاب بھیج دیا اور ان کے پھیلے دورویہ بانگوں کی جگہ دو اور باغ انھیں دیئے جن میں خمط اور اٹل اور حقوڑے سے سردی خمط کے معنی یوں تو عام طور سے قرآنی تراجم میں کڑوے اور کیلے پھل کے بتائے گئے ہیں لیکن مختلف حوالوں اور تفسیر ماجدی و تفسیر عثمانی میں اس کو پیلو کا درخت بتایا گیا ہے۔ امام بغوی نے بھی اس کو "پیلو" ہی کہلایا ہے مگر پاکہ ماب کے سیلاب میں جو پیلو برباد ہونے سے بچ گئے ان میں پیلو کے درخت بھی تھے۔ پیلو نباتاتی سائنس میں - *Salvadora perrica* کہلاتا ہے اور ایک مضبوط درخت مانا جاتا ہے۔

پیلو کا اصل وطن عدن کا علاقہ ہے۔ ویسے عرب کے کافی حصوں میں پایا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اس کی اہمیت عربوں کے لیے بہت رہی ہے کیونکہ اس کی پتلی شاخیں اور جڑیں مسواک کے لیے استعمال میں لائی جاتی تھیں۔ اسلام کے احیاء کے بعد اس کا مسواک مسلمانوں میں بہت مقبول ہو گیا۔ اسی لیے اس کو الاراک (ارک) کے علاوہ عربی میں "شجرۃ المسواک" بھی کہا جانے لگا۔ بعد میں فارسی میں شجر مسواک کے نام سے بے پناہ مشہور ہوا۔ حتیٰ کہ یورپ میں بھی مقبول ہوا جہاں اس کا نام TOOTH BRUSH TREE پڑ گیا۔

طہارت و نظافت کے سلسلہ میں رسول اکرمؐ نے مسواک کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث کے بموجب حضورؐ نے یہاں تک فرمایا کہ "اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا لازم کر دیتا۔" ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک منہ کو بہت پاک صاف کرنے والی اور اللہ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی چیز ہے۔

اسی طرح سنن ابو داؤد کی ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ سوتے تو جاکنے کے بعد وضو کرنے سے قبل مسواک ضرور کرتے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ کے حوالے سے ایک حدیث درج ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رات کو جب آپ تہجد کے لیے اٹھتے تو مسواک سے اپنے دہن مبارک کی خوب صفائی فرماتے۔ غرضیکہ مسواک ایک ایسی سنت رسولؐ ہے جس کے طبی فوائد اور بہت سے امراض سے تحفظ کی اہمیت سے آج کے باشندے لوگ اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ دنیا کے مختلف اداروں میں مسواک پر بہت ہی مفید سائنسی تحقیقات ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اچھی صحت کا لازمہ مسواک کے ذریعہ دانتوں کی صفائی پر ہے۔ ایم۔ ای یوس نام کے ایک سائنسدان نے 1980ء میں دانتوں کی حفاظت کے موضوع پر ایک پر مغز مضمون لکھ کر بتایا ہے کہ پیلو (شجر مسواک) کے بے پناہ فوائد ہیں مثلاً یہ کہ مسواک کا عمل دانتوں کو مضبوط بنانے اور چمکانے کے علاوہ مسوڑھوں کو طاقت دیتا ہے۔ حافظہ کو بہتر بناتا ہے، بطن خارج کرتا ہے، آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے اور کبھی رفع کمر کرتا ہے۔ امریکہ میں ایک تجارتی کمپنی کا قیام عمل میں آیا ہے جس کا نام پیلو پروڈکٹس (PEELU PRODUCTS) رکھا گیا ہے۔ یہ پیلو سے تیار کردہ ٹوٹھ پیسٹ کی بڑے پیمانے پر تجارت کرتی ہے۔ پیلو کو عربی میں الاراک کے علاوہ شجر خرمول بھی کہتے تھے یہی شجر پیلو کے پھل کی بو، رائی کے تیل سے کافی ملتی ہے اور رائی کو عربی میں خرمول کہتے ہیں۔ پیلو کی لکڑی اور جڑوں میں نمک اور ایک خاص



کیا اور ان کو دی۔ انھوں نے مسواک کی (نبی کریمؐ کی ذہنی زندگی کے آخری لمحات کے دوران)۔ (راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ بخاری)۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اگر اپنی امت پر گرائی (مشکل) کا احساس نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔“ (راوی حضرت ابوہریرہؓ بخاری۔ مسلم)۔

(3) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔ (راوی: حضرت عامر بن ربیعہ۔ ابن ماجہ۔ ابو داؤد)۔

(4) جس طرح نماز میں لوگوں کے لیے وضو فرض ہے اسی طرح مسواک بھی فرض کر دی جاتی (راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب۔ مستدرک الحاکم)۔

(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسواک کے بعد کی دو رکعتیں اس کے بغیر ستر رکعتوں سے افضل ہیں اور پوشیدہ دعوت دینا اعلانیہ دعوت سے ستر گنا بہتر ہے اور پوشیدہ طور سے صدقہ دینا اعلانیہ سے ستر مرتبہ بہتر ہے (راوی: حضرت ابوہریرہؓ۔ ابن النجاد)۔

(6) مسواک میں دس فوائد ہیں: منہ کو خوشبودار کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، نظر کو تیز کرتی ہے، بلغم نکالتی ہے، سوزش کو دور کرتی ہے، سنت پر عمل کا باعث، فرشتوں کو خوش کرتی، رب کو راضی کرتی، نیکیوں میں اضافہ کا باعث اور معدہ کی اصلاح کرتی ہے (راوی: حضرت عبد اللہ۔ ابونعیم)۔

(7) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیلو (الاراک) کی شاخ مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے مسواک کیا کرو۔ (راوی: حضرت ابی حنیفہ الصبائی۔ ابن سعد)۔

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسواک کے ساتھ دالی بغیر مسواک کی نماز سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔“

قسم کا ریزن (RESIN) پایا جاتا ہے جو دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے اور مسواک کرنے سے جب اس کی ایک تہہ دانتوں پر جم جاتی ہے تو کیڑوں BACTERIA وغیرہ سے دانت محفوظ رہتے ہیں۔ اس طرح کیمیائی اعتبار سے پیلو کے مسواک دانتوں کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ غرضیکہ دانتوں کی صحت اور اس کے نتیجہ میں جسم کی اندرونی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے مسواک کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے، خواہ یہ مسواک پیلو سے ہو یا کسی ایسے درخت کی لکڑی سے جس میں پیلو کی خصوصیات موجود ہوں جیسے نم کی شافیں۔ پیلو کے پھل اگرچہ زیادہ لذیذ نہیں ہوتے ہیں پھر بھی کھائے جاتے ہیں اور طبی لحاظ سے فائدہ مند ہیں۔ یہ بھوک بڑھاتے ہیں۔ ریاح خارج کرتے ہیں، خون صاف کرتے ہیں، پیٹ کے کیڑوں کو مارتے ہیں اور بلغم خارج کرتے ہیں۔ ذیل میں مسواک کے سلسلہ کی کچھ منتخب احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں ایک حدیث کبات (پیلو کا پھل) کی بابت بھی شامل ہے۔

ارشادات رسولؐ بہ سلسلہ مسواک :  
(1) ... پھر عبدالرحمن بن ابوبکر اندر آئے ان کے پاس مسواک تھی، جس سے وہ اپنے دانت صاف کر رہے تھے حضورؐ نے اس جانب نظر پھرنے کے دیکھا۔ میں نے مسواک عبدالرحمن سے مانگ کر اس کو کٹا۔ پھر اپنے دانتوں سے نرم

پاتھری میں ماہنامہ سائنس کے ایجنٹ  
سید عارف ہاشمی

توکل بک اینڈ نیوز پیپرز ایجنسی  
پٹھان محلہ۔ پاتھری ضلع پربھتی۔ 431506





تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے (راوی: حضرت عائشہ - بخاری، مسلم)

(13) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم لوگوں کو بکثرت مسواک کرنے کی تعلیم دی۔" (راوی: حضرت انس بن مالک - بخاری)

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے تشریف لے جاتے تو پہلے مسواک کرتے (راوی: حضرت عائشہ - مسلم)

(15) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہر روز مسواک کرتے تھے (راوی: حضرت عبداللہ بن عمر - بخاری)

(16) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کی صفائی اور خدا کو خوش کرنے کی چیز ہے۔ خدا کی رضا مندی ہے۔" (راوی: حضرت عائشہ - بخاری)

حضرت انس بن مالک - ابو نعیم -

(مستدرک الحاکم اور مستدرک احمد)

نوٹ: بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ ستر مرتبہ کی تاکید سے مفہوم کثرت کا ہے)

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک تین قسم کی ہے۔ اگر پہلو (اراک) میسر نہ ہو تو غنم یا بیل (راوی: حضرت ابی زید القافحی - ابو نعیم)

(10) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو پاک کرتی، ریب کو راضی کرتی، شیطان کو بدگمان کرتی، بھوک بڑھاتی اور دانتوں کو چمکاتی ہے۔

(حضرت انس بن مالک، مستدرک الحاکم - الدیلمی)

(11) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیاہ رنگ کا کپاٹ (پیلو کا پھل) سب سے عمدہ ہوتا ہے۔

(راوی: حضرت جابر بن عبد اللہ - بخاری، مسلم)

(12) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے

## OUR PUBLICATIONS FOR ENGLISH MEDIUM SCHOOLS

By SAFIA IQBAL

1. Islamic Primer	Beautifully printed in four colours.	Rs. 40.00
2. Islamic Studies for Children Part I	(A text book in Islamic Studies for Std I)	Rs. 20.00
3. Islamic Studies for Children Part II	(for Std. II)	Rs. 32.00
4. The Scholar's Etiquette Part III	(Islamic Studies)	Rs. 39.00
5. The Scholar's Etiquette Part IV	(Islamic Studies)	Rs. 49.00
6. Stories of the World Book-I	(for Std. III)	Rs. 26.00
7. Stories of the World Book-II	(for Std. IV)	Rs. 40.00
A text book in Social Studies		
8. Stories of the World Book-III	(for Std V)	Rs. 55.00

The books in Social Studies Cover the topics by the NCERT syllabus.

# Markazi Maktaba Islami Publishers

D-307, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi-110025

Phone : 691 1652



ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

# انیم کا سفر

غم اور غمت سے نجات دے دی اور تمام تکلیف دہ یادیں غائب ہو گئیں۔ جس نے بھی شراب میں یہ دوا ملی تھی وہ اس دن روز سکا چاہے اس کے ہاں باپ ہی کیوں نہ ہلاک ہوئے ہوں یا اس کے بیٹے یا بھائی کا سر اس کی آنکھوں کے سامنے ہی کیوں نہ قلم کر دیا گیا ہو۔“

پرانے مصری نسخوں میں اس پودے کے عرق کی مدد سے بچوں کو سلائے کا ذکر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ روتے ہوئے بچوں کو سلائے اور چپ کرنے کے لیے انیم کا استعمال اگرچہ نقصان دہ ہے لیکن آج بھی کہیں کہیں جاری ہے۔ چین میں بھی انیم بطور دوا صدیوں سے استعمال ہو رہی ہے لیکن بطور تشدد کے انیم نے چین کو جتنا نقصان پہنچایا ہے کم از کم ماضی میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اخیر تک چین میں انیم کا نشہ بہت کم تھا۔ وہاں انیم چائو کہا جاتا تھا اور اردو میں چائو دھانے کا لفظ جس معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے جو محاورے یا لطائف منسوب ہیں ان کی بنیاد یہی ہے۔ چائو دھانے میں مٹی کے لیے لیے پانیوں میں انیم سلگا کر اس کا دھواں جسم کے اندر لے کر نشہ کیا جاتا تھا۔ کچھ ہی لمحوں بعد نشہ کرنے والا نیند کی وادی میں چلا جاتا تھا اور خوشگوار سنے دیکھا کرتا تھا۔ اس انیم کی راہ کو ایک قسم کے امید من میں ملا کر دوبارہ قابل استعمال بنایا جاتا تھا۔ یہ سستا نشہ ہوتا تھا جو کہ عموماً خرابی کے شوق کی تسکین کرتا تھا لیکن زہریلا ہونے کی وجہ سے اس سے اکثر اموات ہو جایا کرتی تھیں۔ انیسویں صدی تک چین میں بہت محدود پیمانے پر نشہ کیا جاتا تھا اور انیم کی کاشت سے وہاں کوئی واقف نہیں تھا لیکن انیسویں صدی کی شروعات سے ہی وہاں جو کچھ ہوا وہ آج کی دنیا کے لیے ایک زبردست سبق ہے۔ کس طرح مغربی ممالک، خاص طور سے انگریز، اپنے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں، کس طرح اپنے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور کیوں کر کسی ملک کو اپنے استعمال اور اپنے مفاد کی خاطر تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ہم کو

جب سے انسان نے اس دنیا میں قدم رکھا ہے اس نے اپنے چاروں طرف پیڑ پودے دیکھے ہیں۔ ان پودوں میں سے کچھ نے اس کی زندگی، اس کے رہن سگن اور طرز عمل پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ انیم (ایڈون) کے پودے کا نام اس فہرست میں کافی اوپر آتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو قلم نہ ہو گا کہ اناج کے بعد اگر کسی پودے نے حضرت انسان کی زندگی میں انقلاب برپا کیا ہے تو وہ انیم کا پودا ہے۔ اس پودے کی وجہ سے اگر ایک طرف قومیں اور خلیں تباہ ہوئیں ملکوں میں جنگیں چھڑیں تو دوسری طرف اس سے حاصل شدہ دواؤں نے لاکھوں افراد کو بہت سے امراض سے نجات دی اور کئی ملکوں اور لوگوں کو کروڑ ہا روپیوں کا فائدہ پہنچایا۔ دیکھنے میں یہ تنہا سا خوبصورت سا پودا بے ضرر اور معصوم لگتا ہے۔ عموماً اس کی اونچائی تین فٹ کے اندر ہی رہتی ہے اور اس میں سفید گلابی یا قرمزی رنگ کے پھول آتے ہیں۔ اس کی خوب صورتی اور سرور کو دیکھتے ہوئے قدیم مصوروں نے اس کی تشبیہ ایک حسین و شیزہ سے کی تھی جس کی گھیری زلفوں کے سامنے لوگ مست و بے ہوش پڑے رہتے ہیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اس پودے کی کاشت اور اس سے انیم نکالنے کا فن بہت پرانا ہے۔ کئی صدیوں سے انیم کو بطور دوا استعمال کیا جا رہا ہے۔ آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار سال قبل بابل کے باشندے اس دوا سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ان کے طبیب انیم کو شراب میں ملا کر پلاتے تھے جس سے مریضوں کو نیند آتی تھی اور درد کی تکلیف سے نجات ملتی تھی۔ یونان کے قدیم روایتی شاعر ہومر (850 قبل مسیح) کے مشہور شاہکار *اوڈیسی* (Odyssey) میں ہیملن نے جو دوا استعمال کی ہے وہ انیم تھی۔ اس کی کیفیت کا بیان شاعریوں کرتا ہے:

”جس برتن میں ان کو شراب پلائی گئی تھی اس نے (ہیلن کی طرف اشارہ ہے) ایک دوا ملا دی تھی جس نے ان کو تمام



انیسویں صدی کے چین سے ملتی ہے۔

اگرچہ چین کے کافی نزدیک کے علاقوں تک یورپین اپنا تسلط بچا رکھے تھے لیکن چین کے اندر داخل ہونے میں وہ ناکام رہے تھے۔ چین میں اس وقت چیانگ حاکموں کا دور تھا جو کہ مغربی ممالک کے باشندوں کو ذہنی اور اخلاقی طور پرست سمجھتے تھے۔ علاوہ ازیں چین کا سماج مستحکم تھا اور وہ اپنی تمام ضروریات خود ہی پوری کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کو مغربی ممالک سے کسی قسم کی تجارت کی بھی ضرورت نہ تھی۔ برخلاف اس کے یورپ چین سے تجارت کرنے کا خواہشمند تھا کیونکہ ان کی نظریں چین کی چائے، ریشم، مصالحوں، اور شیشے کے برتنوں پر تھیں۔ باہری دنیا کے ممالک میں سے پر نکال پہلا ملک تھا جس نے چین کو اپنے ساتھ تجارت کے لیے رضی کیا۔ بعد ازاں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے زبردست تجارتی بیڑ تیار کر لیا تو 1773ء میں بنگال کی فتح کے بعد اس کمپنی نے چین میں قدم جمانے شروع کیے۔ کافی گفت و شنید کے بعد جس میں کہ انگریزوں کو کافی دینا بھی پڑا، چین نے ایک کافی باہری جزیرہ تجارت کے لیے مخصوص کر دیا۔ لیکن اس تجارت میں چینی دلال پوری طرح حاوی تھے اور انگریز تاجروں کی حرکات و سکنات پر پابندی تھی۔ علاوہ ازیں چین کی شرط یہ تھی کہ ان کے سامان کے بدلے میں ان کو چاندی دی جائے کیونکہ ان کو مغرب کے کسی سامان کی ضرورت نہیں تھی۔ چین کی اس کامیاب پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ 1815-1810ء کے مختصر وقفے میں ہی یورپ کی چاندی کی بڑی مقدار چین میں منتقل ہو چکی تھی۔ یورپ میں چاندی کی کمی نے وہاں مویشی پیدا کر دی جس سے کہ یورپین تاجروں کا منافع کم ہونے لگا۔ یہی وقت تھا جب یورپ کے تاجروں اور سیاست دانوں نے سر جوڑ کر چین کے اس معاشی وار کا توڑ تلاش کیا۔ انھوں نے طے کیا کہ چین کے باشندوں کو انیم کا چمکا لگا کر پھر وہاں انیم فروخت کی جائے۔ یہ ایک ایسا غیر انسانی اور وحشیانہ فیصلہ تھا کہ، ایک مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ شروع میں برطانوی تاجروں نے وہاں مفت انیم تقسیم کی اور جب وہ لوگ عادی اور محتاج ہو گئے تو ان کو منہ مانگی داموں انیم فروخت کرنا شروع کر دی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی اس تجارت کو مزید مستحکم بنانے کے لیے ایک دوسرا اقدام یہ اٹھایا کہ وہ ہندوستان میں، جہاں کہ اس

کا تسلط ہو چکا تھا، بنارس اور بہار کے علاقوں میں خاص طور سے انیم کی کاشت شروع کرادی۔ یہاں سے تیار شدہ انیم کو چین میں فروخت کیا جاتا تھا۔ ایک طرف چین کے عوام اس زہر کے شکار ہو رہے تھے تو دوسری طرف بنارس، بہار اور جن دوسرے علاقوں میں انیم لگائی جا رہی تھی، وہاں چونکہ اناج کی پیداوار بند ہو چکی تھی اس لیے ان علاقوں میں قحط اور بھکاری کا راج ہو گیا۔ انیم کی کاشت چونکہ لازمی تھی اس لیے لوگ اپنی ضرورت کے لائق بھی اناج نہیں اگا سکتے تھے۔ چین میں چونکہ چاندی کی مقدار بہت تھی اس لیے وہاں خوشحال تھی جس کی وجہ سے لوگوں نے فراندی سے اس نفع کو قبول کیا۔ لیکن اس لعنت نے سال بھر کے اندر ہی اس وقتی خوشحالی کو خور کر دیا۔ چین سے چاندی واپس یورپ جانے لگی جہاں دہم گرنے لگی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے منافع اور دولت میں پھر اضافہ ہونے لگا۔ چین میں چونکہ سدر راج وقت چاندی تھی اس لیے اس کی قلت نے وہاں مفلسی پیدا کر دی حکومت کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ کنفیوئس کے اقوال پر عمل کرنے والی قوم ایک دوسرے سے لڑ رہی اور تیز تر ہو گئی۔ انگریزوں نے جب انیم کے لیے تباہ کن اثرات دیکھے تو انھوں نے فوراً اپنے ملک کے لیے یہ پیش بندی کر دی کہ انیم کی درآمد بالکل بند کر دی گئی تاکہ یہ زہر جمولے سے بھی ان کے عوام تک نہ پہنچے کہ کہیں وہ چینیوں کی طرح انیم ہو جائیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ عوام و خواص کی اکثریت اس قلم سے بے پرواہ تھی لیکن کچھ انسان دوست سیاست دانوں نے پارلیمنٹ میں یہ سوال اٹھایا تھا اور برطانوی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس عمل سے روکا جائے لیکن اس تجارت سے ہونے والے فائدوں کی دیکھتے ہوئے حکومت نے اس آواز کو دبا دیا۔ کیونکہ برطانوی حکومت کو نئے علاقوں میں اپنی حکومت مستحکم کرنے کے لیے پیسے کی ضرورت تھی۔

1833ء میں شاہ تاز کا داگ کا بیٹا اس لت کا شکار ہو گیا۔ بادشاہ کشمیر ان کو حکم دیا کہ انیم کی تجارت فوراً بند کر دی جائے۔ 10 مارچ 1839ء کو لندن نے ایک فرمان جاری کر کے انیم کی



میں بھی قدم جما لیا۔ اس قسم کی دہائیں اور رجحانات سرحدوں سے نہیں رکتے۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے تک جنوبی امریکہ اور کینیڈا کے شہر اس کی لپیٹ میں تھے 1950-70 کے دوران زیادہ تر انیم ترکی کے اتاترکین علاقے میں لگائی جاتی تھی۔ جہاں سے اسے مارشیں میں تبدیل کر کے فرانس بھیجا جاتا تھا، جہاں اسے ہیر وٹن میں تبدیل کیا جاتا تھا۔ اس تجارت میں زبردست فائدہ تھا۔ دس کلو انیم جو کہ 200 سے 300 ڈالر کے درمیان مل جاتی تھی ایک کلو ہیر وٹن میں تبدیل کرنے کے بعد 50,000 ڈالر کی فروخت ہوتی تھی۔

**1970ء میں امریکہ کے صدر کنسن نے انیم کے خلاف جنگ کر دیا** انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انیم کے پھیلاؤ کو روکنے کی سب سے کارگر ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ ترکی میں اس کی کاشت کو روکا جائے، چونکہ ترکی حکومت امریکہ کے اثر میں اور اس پر کافی حد تک منحصر تھی۔ اس لیے امریکہ نے ترکی کی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ انیم کی کاشت کو روکے۔ امریکہ نے ساڑھے تین کسٹرو ڈالر سالانہ ترکی کو دیے کہ وہ کسانوں کو یہ پیسہ تقسیم کر کے انیم کی کاشت سے روکے اور اس دوران ان کے لیے متبادل فصلوں کی تلاش ہو۔ لیکن جیسا کہ پتہ لگا یہ اقدامات ترکی کے بے تباہ کن ثابت ہوئے۔ انیم کی کاشت کرنے والوں کا پورا انحصار اس فصل اور اس سے تیار شدہ چیزوں پر تھا۔ چونکہ اتاترک کے کسان صدیوں سے یہ کاشت کر رہے تھے اس لیے ان کے پاس اس کوئی فصل نہیں تھی۔ علاوہ ازیں اس علاقے کا موسم حالات اور زمین اس قابل نہ تھی کہ اس پر کوئی اور فصل لگائی جائے۔ بارش بہت کم تھی اور سڑکیں بھی اس قابل نہ تھیں کہ یہ لوگ شہر سے کوئی تجارتی تعلق قائم کر لیتے۔ لیکن حکومت نے معاہدے کی وجہ سے 1972ء اور 1973ء میں انیم کی کاشت روکنے کی پوری کوشش کی۔ فوجوں نے کھڑی فصلوں کو آگ لگا دی بلی کا پلروں نے کھیتوں کے لوہے ایسی دوائیں چھڑکیں جن سے فصلیں تباہ ہو سکیں۔ یہ دوائیں وہی تھی جو امریکہ نے ویتنام کے جنگوں پر چھڑکی تھیں تاکہ سب درخت نکلے ہو جائیں، پتے، ٹہنیاں گر جائیں تاکہ جنگل میں چھپے گوریلے نظروں میں آسکیں۔ ظاہر ہے کہ ترکی کو یہ دوائیں امریکہ نے ہی مہیا کی تھیں۔ انقرہ سے 150 میل شمال مغرب میں

تجارت بند کر دی اور انیم کے تمام ذخائر کو نذر آتش کر دیا۔ برطانوی سامراج اس جہالت پر تمھلا گیا۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بہت ہنگامہ ہوا اور وہاں یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت اس بے عزتی کا بدلہ لے۔ برطانوی حکومت تو عرصے سے چین پر قبضہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی اس واقعے نے ان کو یہ نادر موقع فراہم کر دیا اور انھوں نے چین پر دھاوا بول دیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے جن کے ہمارے فرانس اور امریکہ کے جہاز بھی تھے، چین کے علاقوں میں داخل ہو گئے۔ چین کے عوام جو نشے کے عادی تھے اور جہاں بارود کا استعمال صرف آتش بازی تک محدود تھا اور جہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ فوج اس پر قرار رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ وہ مغربی ممالک کی افواج کا کیا مقابلہ کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 500 برطانوی فوجوں کے بدلے 30,000 چینی مارے گئے۔ اگست 1842ء میں نانکنگ معاہدہ ہوا جس کی رو سے اس لڑائی کے اخراجات چین کو ادا کرنے پڑے۔ چین نے یہ ہرجانہ 2 کروڑ 10 لاکھ ڈالر کی شکل میں ادا کیا۔ علاوہ ازیں چین میں مغربی ممالک کو تجارتی آزادی دی گئی اور ہانگ کانگ برطانوی تسلط میں چلا گیا (ہانگ کانگ کا مسئلہ ابھی حال ہی میں طے ہوا ہے) اس طرح کئی مراعات فرانس اور امریکہ نے بھی حاصل کر لیں اور چین ایک طرح سے پورے طور پر مغربی اثر میں آ گیا۔ انیم کی تجارت پھر شروع ہو گئی۔ 1900ء میں یہ حالت تھی کہ تقریباً دس فی صد چینی باشندے باقاعدہ انیم کا استعمال کرتے تھے۔ چین کے جن علاقوں پر برطانیہ کا قبضہ تھا وہاں انیم کی کاشت شروع ہو گئی اور رفتہ رفتہ چین میں بھی یہ کاشت ہونے لگی۔ اس طوفان کو روکنے کی کوشش 1906ء سے شروع ہوئی۔ 1911ء میں چیانگ حکومت کا خاتمہ ہوا تو اس کام نے اور زور پکڑا لیکن اس وقت بھی صورت حال یہ تھی کہ پہلی جنگ عظیم کے دوران صرف شنگھائی شہر میں ہی 660 چاندو خانے تھے۔ رفتہ رفتہ چین نے اس بلا سے نجات پائی۔ شل مشہور ہے کہ جو دوسروں کے لیے گڑھ کا ہوتا ہے خود بھی اس میں گر جاتا ہے، یکم ایسا ہی مغربی ممالک کے ساتھ ہوا۔ جو نذر انھوں نے چین کی چاندی حاصل کرنے کے لیے وہاں پہنچایا تھا، اس نے ان ممالک





بچ ہوتے ہیں۔ اس ہرے پھل میں شام کے وقت ایک نشتر یا چیرا لگا دیا جاتا ہے جس میں سے سفید سفید دودھ جیسا رقیق مادہ نکلنے لگتا ہے۔ تمام رات یہ سفید دودھ نکلتا رہتا ہے علی الصبح اس کو پھل سے کھرچ کر اس میں سے پانی نکال کر اس کو دھوپ میں سکھایا جاتا ہے سوکھ کر یہ بھورے رنگ کے ایک بدبودار مادے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہی وہ انیم ہوتی ہے جس نے کئی قوموں اور ملکوں کی تقدیریں بدل دیں۔ اگرچہ اس خاندان میں بہت سارے پودے ہیں جو لگ بھگ ایک ہی شکل رکھتے ہیں لیکن صرف ایک پودا ایسا ہے جو کہ انیم بنانے کے کام آتا ہے۔ کل حاکم دنیا میں لگ بھگ 1000 میٹرک ٹن انیم بنتی ہے جس میں سے صرف 2000 ٹن دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت مدھیہ پردیش اور راجستھان کے علاقوں تک محدود ہے۔

## موجودہ صورت حال

انیم کا پودا ہر اس جگہ اگایا جاسکتا ہے جہاں موسم گرم ہو اور دھوپ کافی مقدار میں موجود رہتی ہو۔ چونکہ اس کی پیداوار میں انسانی ہاتھوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، اس لیے تجارتی اعتبار سے ان علاقوں میں اس کا اگنا مفید ہے جہاں مزدوری سستی ہو۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ہی میں ہر سال، وسطاً 100 میٹرک ٹن انیم تیار ہوتی ہے جس کی خاصی مقدار مقامی استعمال میں آتی ہے۔ افغانستان میں بھی تقریباً اتنی ہی پیداوار ہے لیکن اس کا بڑا حصہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کو اسٹگل ہو جاتا ہے۔ ترکی میں 60 سے 100 میٹرک ٹن کے درمیان پیدا ہونے والی انیم مغربی ممالک میں دوا بنانے کے کام آتی ہے۔ حال ہی میں میکسیکو نے بھی انیم کی کاشت شروع کی ہے لیکن ابھی اس کی پیداوار 10 میٹرک ٹن سے بھی کم ہے۔ انیم کی پیداوار کے لیے سب سے مشہور علاقہ اس وقت وہ ہے جس کو سنہری مثلث کہتے ہیں یعنی گوئلڈن ٹرائی انگل (Golden Triangle) کہتے ہیں۔ اس میں برما، لاؤس اور کمبوڈیا کے علاقے شامل ہیں۔ ان علاقوں کے بارے اگرچہ صحیح اور واضح اعداد و شمار مفقود ہیں، لیکن پھر بھی یہ اندازہ ہے کہ

واقعہ شہر انیم (ترکی میں انیم کو انیمون کہتے ہیں) جو کہ اس سرگرمی کا مرکز تھا، سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ ہزاروں افراد جرمی اور فرانس میں جا کر نوکیلیاں کرنے لگے۔ یہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک نئے ماحول میں گئے تھے، جہاں کی نہ وہ زبان سمجھتے تھے اور نہ اس تہذیب سے واقف تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر وہ وہاں اپنے آپ کو ڈھال نہ سکے جس کی وجہ سے وہ جرائم کی دنیا میں داخل ہو گئے۔ اپنے عوام کی اس بربادی کو دیکھتے ہوئے ترکی نے امریکہ سے اس معاہدہ پر نظر ثانی کرنے کو کہا۔ امریکہ میں اس کا زبردست رد عمل ہوا۔ 8 کے مقابلے میں 81 دواؤں سے سینٹ نے یہ منظوری دے دی کہ ترکی کی تمام لدو بند کر دی جائے اور ساتھ ہی امریکہ نے اپنا سفیر بھی واپس بلایا۔ بعد ازاں ناٹو (Nato) معاہدے کے دیگر ممبران کی مدافعت سے یہ مسئلہ اس طرح حل ہوا کہ ترکی نے یہ یقین دہانی کرائی کہ وہاں انیم کی کاشت حکومت کی نگرانی میں اور لائسنس سے کی جائے گی۔ حکومت خود ہی اس سے مارفین نکال کر دوا بنانے والی کمپنیوں کو سپلائی کرے گی۔ 1975ء میں اس معاہدے کی پہلی فصل لگائی گئی۔ اس تجربے سے امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کو یہ احساس ہو گیا کہ کاشت کو روکنے سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ اس قدم سے امریکہ نے اپنے ساتھی ملک کو بھی ناراض کیا، لیکن نشے کی حالت برقرار رہی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ترکی سے سپلائی بند ہونے کے بعد انیم کے منگنے ہونے سے حالات اور خراب ہو گئے اور نئے نئے راستے نکالے گئے۔ نئے نئے علاقوں سے انیم آنے لگی۔ میکسیکو سے ٹیکساس اور کیلی فورنیا کے راستے اس کی سپلائی قائم ہو گئی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے امریکی حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس نشے کا علاج نشے باز سطح پر کرنا ہو گا۔ ان دواؤں کو سمجھنا اور ان کا حل نکالنا ہو گا جن کی وجہ سے عوام نشے کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

## انیم کیسے بنتی ہے؟

انیم کے پودوں میں پھول آتے ہی کاشت کار تیار ہو جاتے ہیں۔ پھول کی پتھریاں گرنے کے بعد نشی پرایک مٹکا نما گول گول کیپسول لگا رہ جاتا ہے۔ جو شروع میں ہر اور بعد میں بھورا یا پیلا ہو جاتا ہے۔ یہی اس پودے کا پھل ہوتا ہے جس کے اندر اس کے



یہاں 250 سے 500 ٹن سالانہ انیم تیار ہوتی ہے۔

انیم کے پودے کا استعمال محض انیم بنانے تک محدود نہیں ہے۔ انیم جس پھل میں سے نکالی جاتی ہے، اس کے نئے نئے سفید بیج سکھ کر استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہم سبھی ان کے ذائقے سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ بات آپ مائیں یا نہ، میں سیکن جج ہے کہ ہم سب نے انیم کے بیج کھائے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو بتائیے کہ آپ نے عشقش استعمال نہیں کی ہے؟ جی ہاں! عشقش در حقیقت انیم کے بیج ہی ہوتے ہیں لیکن اس میں نشہ پا نکل نہیں ہوتا ہے اور ان کا استعمال ہر اعتبار سے جائز ہے۔ ان بیجوں سے تیل بھی نکالا جاتا ہے جس کا کافی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی کھلی (تیل نکالنے کے بعد باقی ماندہ بیج) جانوروں کو کھلانے میں اور بسکٹ بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں انیم سے بھی بہت سی دویات تیار کی جاتی ہیں۔ پٹرولیم کی مانند انیم بھی بہت سے مرکبات کا مجموعہ ہے۔ جس طرح پٹرولیم سے پٹرول، مٹی کا تیل، تار کول اور دیگر چیزیں بنائی جاتی ہیں، اسی طرح انیم بھی اپنے اندر 24 مرکبات رکھتی ہے لیکن ان میں سے تین بہت اہم ہیں اور تینوں نے ہی انسان کی زندگی پر اچھا اثر ڈالا ہے انیم سے ماریفایا، ریفین نکلتی ہے جو کہ فینڈ لائے اور درد بھگانے کی بے مثال دوا ہے لیکن اس کو بطور نشہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے آنکھوں کی حرکت میں کمی آتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو شدید دستوں اور پیٹے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوا کو انجکشن کے ذریعے داخل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ معدے سے پوری طرح

جذب نہیں ہو پاتی۔ اس کا شہ کرنے والے بھی انجکشن کے ذریعے ہی اس کو جسم میں داخل کرتے ہیں۔ 10 سے 15 ملی گرام (ایک ملی گرام ایک گرام کا ایک ہزارواں حصہ ہوتا ہے) ریفین سے ایک آدمی تقریباً چھ گھنٹے تک نیند میں رہتا ہے 30 ملی گرام سے زیادہ مقدار ایک عام آدمی کو ہلاک کر سکتی ہے لیکن نئے بازو جو کہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں، وہ اس سے کہیں زیادہ مقدار لینے پر بھی زحمت رکھتے ہیں۔ ریفین سے ہی ہیر وکن بنائی جاتی ہے جو کہ اس وقت استعمال ہونے والا کافی عام اور خطرناک نشہ ہے۔ ان دونوں دواؤں میں خاص بات یہ ہے کہ یہ انسان کے جسم میں ہونے والے کیمیائی عملات میں شامل ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے انسانی نظام ان کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس حالت کے بعد ان دواؤں سے بچھڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ جس طرح جسم کو خوراک اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور دوا کو مانگتا ہے کبھی ہم کو پیاس لگتی ہے تو کبھی بھوک اسی طرح جسم پھر ان دواؤں کو بھی مانگنے لگتا ہے اور ان کے نہ ملنے پر جسم کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان کا شکار مرنے دم تک ان کے بچے سے نہیں نکل پاتا، بشرطیکہ وہ کسی ڈاکٹر کی مدد نہ لے لیکن یہی دونوں مرہبات صحیح مقدار میں بے حد مفید ثابت ہوتے ہیں۔ انیم سے نکلنے والی ایک اور دوا کو ڈین ہے، جو کہ کھانسی کے علاج کے لیے بے حد استعمال ہوتی ہے۔ 1832ء سے جبکہ کو ڈین کو انیم سے نکالا گیا تھا یہ دوا کروڑوں افراد کو کھانسی سے راحت پہنچا چکی ہے۔ بیج تو یہ ہے کہ ایشیائی تباہی کی طرح انیم کا غلط استعمال بھی انسان کی ہی اختراع ہے۔ ورنہ تو اس پودے میں بھی فائدے ہی پوشیدہ ہیں۔

نقلی دواؤں سے ہوشیار رہیں

قابل اعتبار اور معیاری دواؤں کے تھوک و خردہ فروش



مادل میڈیکو را 1443 بازار چٹلی قبر۔ دہلی 110006

فون: 327 0801 - 326 3107



## پانی کی صفات

خالص پانی کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ صاف شفاف بے رنگ، بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے۔ یہ ہوا کی نسبت 770 گنا بھاری ہوتا ہے۔ یہ صفر درجہ سنٹی گریڈ پر جم جاتا ہے اور 100 درجہ سنٹی گریڈ پر کھولنے لگتا ہے۔ بالکل خالص پانی قدرتی طور پر نایاب ہے۔ اس لیے اسے مقطر یا کشید کر کے استعمال کرنا بہتر ہے۔

اگرچہ پانی میں غذائیت تسلیم نہیں کی جاتی، لیکن درحقیقت یہ ہماری غذا کا جزو اعظم ہے کیونکہ انسانی جسم کی بناوٹ میں 70 فیصد یا دو تہائی سے تین چوتھائی تک پانی ہوتا ہے اس لیے بقائے حیات کے علاوہ یہ اس لیے بھی نہایت ضروری ہے کہ :

- 1۔ یہ منہم غذا کو تحلیل کرتا ہے اور اسے جزو بدن بننے میں مدد دیتا ہے۔ نیز یہ جسم کے درجہ حرارت کو متوازن رکھتا ہے۔
- 2۔ یہ ہفتوں کی بناوٹ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تمام مٹیوں سے لے کر خون تک کی بناوٹ کے لیے پانی درکار ہے۔ یہ خون کی رقت (پستلا پن) کو قائم رکھتا ہے۔ خون میں قریباً 92 فیصد پانی ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ جسم کے پٹھوں اور جڑوں کو قائم رکھتا ہے۔

- 3۔ یہ فضلات کو بول و براز اور پسینہ وغیرہ کے ذریعے خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سندرست شخص اپنے پھیپھڑوں، آنٹوں، جلد اور گردن کی راہ سے دن رات میں 3 سے 5 پونڈ تک پانی خارج کرتا ہے۔ انسانی جسم میں جس قدر پانی کا روزانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اسی قدر روزانہ پانی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جرمن سائنسدانوں نے معلوم کیا ہے کہ اگر جسم کی تمام مٹائی کو جلیجی چکانائی اور پچاس فیصد پڑھین کم ہو جائے تو بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن اگر جسم سے پانی کی 20 فیصد مقدار کم ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ (باقی صفحہ 28 پر)

# پانی

پروفیسر متین فاطمہ

ہوا کے بعد ہماری بقا کے لیے پانی سب سے ضروری چیز ہے۔ غذا کے بغیر آدمی ہفتوں زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر اس کا چند دن بھی زندہ رہنا محال ہے۔ صحت کے لیے جس طرح پاک اور صاف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح پاک اور صاف پانی بھی ضروری ہے۔ جس طرح بخمدی اور کشید ہوا میں بیمار کر دیتی ہے اسی طرح گندہ پانی بھی انتہائی مضر صحت ہوتا ہے چنانچہ کئی قسم کے موزی اور مہلک امراض صرف خراب پانی پینے سے لاحق ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بھاری یا ثقیل پانی پینے سے بدہمی ہو جاتی ہے۔ جس پانی میں چولے وغیرہ کے اجزاء ہوں۔ اس سے پتھری وغیرہ جیسے امراض ہو جاتے ہیں اور اگر پانی میں نباتی یا حیوانی کثافتیں (جراثیم) ہوں تو اس سے اسہال، پیچش، کرم امعاء، ہیضہ، تپ محرقہ وغیرہ جیسے موزی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے صحت کو بحال رکھنے کے لیے ہمیشہ پاک و صاف پانی پینا چاہئے۔

## پانی کی ماہیت

سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک حکماء پانی کو عنصر مانتے تھے۔ لیکن 1780ء میں ایک مشہور انگریز کیمیا دان کیوٹش نامی نے یہ دریافت کیا کہ پانی مفرد نہیں بلکہ یہ دو گیسوں آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے۔ چنانچہ اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ پانی میں ایک حصہ آکسیجن اور دو حصے ہائیڈروجن ہوتی ہے۔



اور گھر فراہم کرتے ہیں، وہیں پیار کی بھی اسے اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے۔

(2) پیار کو اچھے کردار کے معاوضے کے طور پر استعمال کرنا بچے کے سکھنے کے عمل کے لیے انتہائی مشکل بات ہوتی ہے۔ یوں بچے ایک لحاظ میں بادشاہ اور دوسرے میں فقیر ہوتا ہے اور اس طرح اسے وہ آسودہ ذہنی حالت نہیں ملتی جہاں وہ اپنے طرز عمل پر اپنا اختیار قائم رکھ سکے۔ اس کی ساری توجہ اس بات پر مرکوز ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے نہ کہ اس بات پر کہ وہ کوئی مسئلہ کیسے حل کر سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ موجودہ مسئلے سے بھٹک جاتا ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے اگر ہم یہ لحاظ آپ کے سر پر نہ ٹھوار لٹکی رہے کہ آپ کا کوئی بھی عمل آپ کو سزا دلوا سکتا ہے اور کام سے نکلوا سکتا ہے تو آپ کوئی کام کیسے اور کس قدر سیکھ سکتے ہیں۔

بہترین کارکردگی کے لیے ضروری ہے کہ بچے کو پیار کیے جانے کے بارے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس تحفظ کے ہوتے ہوئے اس کی تجزیہ کرنے اور توجہ مرکوز کرنے کی ساری توانائیاں اس کے اعمال کا جائزہ لینے کے لیے آزاد ہوں گی۔

**پہلے بچوں کو سکون ملنا چاہیے پھر بڑوں کو !**

ہم والدین اکثر بچوں کے ہاتھوں کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ زندگی کی حقیقت ہے جسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ لوگوں کے آپس میں تمام تر روابط کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی وقت تکلیف دہ ہوتے ہیں، ہم ٹکلیفوں کو کم کرنے کی توقع رکھ سکتے ہیں لیکن انھیں کبھی سرے سے ختم نہیں کر سکتے۔ تو ہم کیا ہم یہ نتیجہ نکالنے میں محتاج رہیں کہ مسرت کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ کسی کو کتنی ٹکلیفوں کا سامنا ہے؟ جیسے احمد جو کہ تین مصیبتوں کا شکار ہے۔ بیمار والد، غربت اور اسکول کے بعد ایک گھیراج میں نوکری۔ کیا ہم اسے علی سے زیادہ رنجیدہ کہہ سکتے ہیں جس کے والدین

# کچھ مغالطے

ڈاکٹر جاوید انور

بچے کو والدین کا پیار حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے

والدین یہ بات محسوس کر لیتے ہیں کہ انعام کی خواہش پسندیدہ طرز عمل کو مضبوط اور سزا غیر پسندیدہ طرز عمل کو کمزور کرتی ہے اسی لیے ان کا خیال ہوتا ہے کہ اچھے چال چلن کے نتیجے میں انھیں بچے کو پیار کا انعام دینا چاہئے اور غیر پسندیدہ باتوں پر سزا کے طور پر پیار سے منع مڑ لینا چاہئے۔ یہ ایک سیدھا سادا لیکن دھوکہ دینے والا تصور ہے اور اس کے نتیجے میں کئی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(1) جیسے کہ ہم پڑھائی کی بُری رپورٹ موصول ہونے پر اس کی کتابیں اس سے دور نہیں کر لیتے، اسی طرح اس کے غلط طرز عمل پر ہمیں اپنا پیار سیٹ نہیں لینا چاہئے۔ جیسے کتابوں کی غیر موجودگی میں وہ اپنا معیار تعلیم بہتر نہیں بنا سکتا اسی طرح جب ہم یہ جان کر کہ وہ پیار کے قابل نہیں ہے اپنا پیار واپس کھینچ لیتے ہیں وہ اپنا طرز عمل بہتر نہیں بنا سکتا۔ ہم یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ بچے کو اپنی رونق خود دکھانی چاہئے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کہ بچہ اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آیا ہوتا اور ہم یہ حیثیت والدین اپنی ذمہ داریاں پہچان کر جمائی اور ذہنی طور پر بچے کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ سو جہاں ہم اسے خوراک، لباس





پہنچ چکے ہیں کہ تکلیف اور محرومی ضروری نہیں کہ ذہنی اور جذباتی خلل اور پریشانی کا سبب بنے۔ یہ بات بچوں اور بڑوں پر یکساں صادق آتی ہے۔ سو ان کی تکلیفیں اور مشکلیں ہماری بھی تکلیفیں اور مشکلیں ہیں لیکن ضروری نہیں کہ وہ ہماری پریشانی اور ذہنی صعوبت کا سبب بنیں تاکہ ہم انہیں اس بات کی اجازت دیں۔

چلیں ہم بچے کے تکلیف دہ طرز عمل کو براہِ علم نمبر 1 اور جذباتی ردِ عمل کو براہِ علم نمبر 2 کہہ لیں۔ سو 'اقبال' بس کا بڑا رزلٹ گھر والوں کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اچھے نمبر لینے کا اہل ہے۔ یہ براہِ علم نمبر (1) ہے۔ ہم اس بات پر

ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اقبال کو اور زیادہ محنت کرنی چاہئے۔ اس کی آسائشوں میں کچھ کمی کی جاسکتی ہے یا اس کی یوشن شروع کرائی جاسکتی ہے۔ اگر ان باتوں سے کوئی فائدہ نہ ہو تو ہم خاموشی سے کوئی حل ڈھونڈ سکتے ہیں اور اگر وہ بھی بے فائدہ جائے تو ہمیں یقین آ سکتا ہے کہ وہ ایک نالائق طالب علم ہے۔

بہت سارے والدین اس طرح ٹھنڈے دل سے نہیں سوچتے بلکہ جب ان کا سامنا ایسی کسی تکلیف دہ بات سے ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ذہنی طور پر پریشان کر لیتے ہیں یعنی براہِ علم نمبر 2۔ اب ان کے سامنے ایک کی بجائے دو مشکلات ہیں۔۔۔ تکلیف دینے والا بچہ اور ان کا اپنا بے سکون کر دینے والا جذباتی ردِ عمل۔ اکثر یہ دوسرا مسئلہ پہلے سے کہیں زیادہ تکلیف دہ اور طبیعت میں ابال پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بچہ ناشتہ صحیح طرح نہیں کر رہا تو ماں باپ کے لیے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں لیکن جب وہ طیش میں آکر خود اپنا ناشتہ خراب کر لیتے ہیں تو یہ واقعی ایک مسئلہ ہے۔ اگر غصے میں آنے سے کوئی فائدہ نہ ہو تو یہاں

تندرست اور امیر لوگ ہیں۔ اسکول کے بعد جس کے ارد گرد اپنی نئی گاڑیاں گھری ہوئی ہیں۔ شاید بہت سارے لوگ بلا توقف کہیں گے 'ہاں علی، احمد کی نسبت بہت خوش ہو گا'۔ شاید وہ ٹھیک کہہ رہے ہوں لیکن ان کے غلط ہونے کے امکانات بھی اتنے ہی ہیں کیونکہ خوشی اور مسرت کا انحصار ہماری محرومیوں اور پریشانیوں پر نہیں ہوتا بلکہ محرومی پر اپنے ردِ عمل پر ہوتا ہے۔ سو احمد، علی کی نسبت خوش بھی ہو سکتا ہے اگرچہ اس کی محرومیاں زیادہ ہیں۔ اگرچہ علی کے پاس سب کچھ ہے مگر ممکن ہے کہ وہ ایک نئی کار کے لیے سک رہا ہو یا زیادہ جیب خرچ کے لیے واویلہ کر رہا ہو یعنی وہ کافی تکلیف کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔

ذہنی الجھنے کا شکار والدین اس وقت تک اپنے اولاد کے مسئلے سے نہیں ہٹ سکتے جب تک اپنے الجھنے حل نہ کر لیں۔

اس مثال سے فقط یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ تکلیف اور محرومی ذہنی خلل سے مختلف چیزیں ہیں۔ اپنی بات کی طرف واپس آئیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے بچے ہمیں مشکل میں رکھتے ہیں لیکن ہمیں ریجیدہ اور ذہنی طور پر پریشان نہیں رکھتے۔ 99 فی صد خاندانوں میں یہ بات سمجھی نہیں جاتی۔ ان کا ایمان ہوتا ہے کہ

- 1۔ ہم بچوں کو محرومیاں دے کر انہیں پریشان کرتے ہیں۔
  - 2۔ پریشان ہونے کے بعد وہ ہمیں پریشان کرتے ہیں۔
  - 3۔ ماحول خوش گوار رکھنے کے لیے ہمیں بچے کی پریشانی ختم کرنا ہوگی۔
  - 4۔ ادویوں والدین کی پریشانی خود بخود ختم ہو جائے گی۔
- ممکن ہے درج بالا باتیں بڑی فلسفیانہ لگتی ہوں۔ لیکن یہ غلط ہیں اور کبھی بکھار ہی ایسا ہوتا ہے۔ ہم اس نتیجے پر



ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

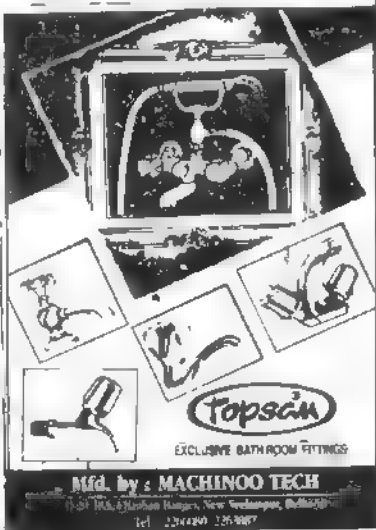
1۔ ہم اپنی اولاد کو ابھن اور مصیبت کا شکار کرتے ہیں تو

بچہ ہونے کی وجہ سے اپنے طرز عمل کی وجہ سے جواباً ہمیں پریشان کرتی ہے۔

2۔ ہم اسے پر اہل نمبر 1 کی حیثیت میں لیتے ہیں تاکہ اس پر غور کر کے اسے حل کیا جائے تاکہ اس سے پر اہل نمبر 2 پیدا کی جائے یعنی اپنے آپ کو ابھن اور مصیبت میں ڈالا جائے۔

3۔ پرسکون رہ کر اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنے سے ہم اپنے آپ کو ایک ہی مسئلہ تک محدود رکھتے ہیں اور اپنی ساری توجہ بچے کے مسئلہ پر مرکوز رکھتے ہیں۔ اور اپنا علم اور تجربہ بچے کو پرسکون کرنے میں صرف کرتے ہیں اور بعد ازاں اسے سکھاتے ہیں کہ مستقبل میں وہ اپنا رویہ بہتر کیسے رکھ سکتا ہے۔

## ہر قسم کی عمدہ باتھ روم ٹنگس کے لیے واحد نام ٹاپسن



عام طور پر وہ ایک اور غلطی بھی کرتے ہیں یعنی جب ابھی وہ خود ذہنی پریشانی (پر اہل نمبر 2) میں مبتلا ہیں، وہ کوشش کرتے ہیں کہ بچہ کے مسئلہ (پر اہل نمبر 1) کو حل کیا جائے۔ یہ ایک بڑی سنجیدہ غلطی ہے۔ اپنے سے باہر والے مسائل حل کرنے سے پہلے ہمیں اپنے اندر والے مسائل حل کرنا چاہئیں۔ ذہنی ابھن کا شکار والدین اس وقت تک اپنی اولاد کے مسئلے سے نہیں بندھ سکتے جب تک اپنی ابھن حل نہ کر لیں۔

کوئی میکینک انجن ٹھیک نہیں کر سکتا (پر اہل نمبر: 1) کیونکہ اس کے ہاتھ رنجی ہیں اور ان پر پٹی بندھی ہوئی ہے (پر اہل نمبر 2) بہتر کام کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ذہن پہلے مندل ہو لیں۔ اگر وہ تندرست ہوئے بغیر کامرت کرنے کی کوشش کرے گا تو یقیناً ممکن ہے کہ ایک تو کار ٹھیک نہ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ کوئی اور مسئلہ کھڑا کر لے۔

بچوں کی تربیت کے بارے میں بھی یہ بات درست ہے۔ ایک ماں جو اپنی بیٹی کی کسی غیر ذمہ دارانہ حرکت پر انتہائی غصے میں ہے اور اپنا غصہ ٹھنڈا کیے بغیر اپنی بیٹی سے پیشنا چاہتی ہے تو وہ اپنے جذباتی طرز عمل کے باعث بیٹی میں اور زیادہ غلطی پیدا کرے گی۔ فرض کریں بچی کے پاس اپنے غلط طرز عمل کا کوئی خاص جواز بھی موجود ہے تو ماں اپنے شدید غصے کے باعث اسے سننے اور سمجھنے کے قابل نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں بیٹی کے پاس کوئی جواز ہے یا نہیں ناں بیٹی کو ٹھیک کرنے کے لیے ہر غلط بات کرے گی۔ وہ اس سے کہیں زیادہ غصے میں جاسکتی ہے جتنا کہ اس غیر فرماں بردار یا کے لیے جان نہ تھا۔ وہ ایسی باتیں کہہ سکتی ہے جو درحقیقت وہ کہنا نہیں چاہتی بول بچہ اور زیادہ ابھن کا شکار ہو سکتا ہے اور رد عمل کے طور پر ماں اور زیادہ غصے میں۔ بچے کی بہتر تربیت کے لیے درج ذیل باتوں کو



راشد حسین  
ہالیڈیو گ کمپنی۔ نئی دہلی

# تربوز

قدیم مصر کی دیواروں پر کی گئی 4000 سال پرانی (2686-2181 ق۔ م) کشش میں تربوز کی تصاویر دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ مصری لوگ اس وقت بھی تربوز کے خواص سے اچھی طرح واقف تھے۔ آج کل تو یہ دنیا کے تقریباً سب ہی گرم ممالک میں اور مشرق وسطیٰ کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔

## ماہیت

تربوز کی مفروش بیل ہوتی ہے۔ پتہ گہرائی میں منقسم اور پھل بیضوی اور بڑے بڑے ہوتے ہیں جن کا رنگ گہرا سبز ہوتا ہے۔ کچھ قسموں پر گہری ہرے رنگ کی دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔ پھل کے سائز میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ یہ سیب کے برابر بھی ہوتا ہے، اور تیارا بھی کہ اس کا قطر 20 انچ تک پہنچتا ہے۔ اس کے پھل کا گوارہ کم یا سرخی یا ہلکا پیلا زردی یا مکمل سفید اور میٹھا ہوتا ہے۔ بیج کافی تعداد میں ہوتے ہیں جو سائز میں چھوٹے اور چپٹے اور رنگت میں سیاہ بھورے یا سفیدی مکمل ہوتے ہیں۔ تربوز کی بے شمار قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں یہ واکد کی فصل میں لگایا جاتا ہے۔ اس کے لیے زرخیز ریتی مٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تربوز کا پودا تین چار مہینے میں پھل دینے لگتا ہے۔ جب پھل بالکل پختہ ہو جاتے ہیں تب ان کو توڑا جاتا ہے۔ پختہ پھل کی شناخت یوں کی جاتی ہے کہ پھل پر انگلی سے ٹھونکا جاتا ہے اگر اس سے ہلکی مدھم آواز آتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ پھل پختہ ہو گئے ہیں۔ ایک ٹھنڈے خشک کمرے میں 2-4 ہفتہ تک پھل کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

## کیمیائی ماہیت:

تربوز کے گودے میں لحمیہ (پروٹین) 0.1 فیصد، چکنائی 0.2 فیصد اور شکر و نشاستہ (کاربوہائیڈریٹس) 3.80 فیصد ہوتا ہے۔ معدنی مواد میں فولاد کی قابل ہضم شکل ملتی ہے۔ فولاد 0.2 فیصد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کیمائیم 0.01 فیصد اور تقریباً انتہائی قاسمورس پایا جاتا

تربوز موسم گرما کا مشہور پھل ہے۔ آج کل جس طرف دیکھو سڑکوں کے کنارے تربوز کے ڈبیر لگے ملتے ہیں۔ تربوز کی افادیت کا احادیث میں بھی تذکرہ ملتا ہے۔ طب نبوی میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کو پھلوں میں انگور اور تربوز بہت پسند تھے اور شوق سے کھلیا کرتے تھے۔

حضرت ابن سہل الساعدی روایت فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان یأکل الرطب والبطلیح (ابن ماجہ، ترمذی) نبی ﷺ تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھلیا کرتے تھے۔

اس حدیث کے الفاظ میں سنن ابوداؤد میں یہ اضافہ ملتا ہے: ویقول یکثر حراً هذا ببر هذا وبرد هذا بحر هذا (دور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی گرمی کو کسی کی ٹھنڈک مار دیتی ہے اور اس کی ٹھنڈک کو اس کی گرمی مار دیتی ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباس روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البطلیح طعام و شراب و دھان۔ یغسل العانة ینظف البطن و یکثر ماء الطهر و یعین علی الجماع و ینقی البثرة و یقطع الا بردة۔ (مسند فردوس، الرفعی، کتاب البطلیح، ابو عمر) تربوز کھانا بھی اور مشروب بھی، ریحان کے ساتھ یہ مثانہ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ کمرے پانی نکال دیتا ہے۔ ہاہ میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے اور جسم سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے۔

بنیادی طور پر تربوز افریقہ کا پھل ہے۔ وہاں پر قبائلی لوگ اسے استعمال کرتے تھے۔ وہاں سے سیاحوں کی بدولت تمام دنیا میں پھیل گیا۔ ہندوستان اور چین میں بھی یہ تہذیب کے شروعاتی دور میں ہی منگیا تھا۔ اس کا سنسکرت نام کانگ ہوتا اس امر کی دلیل ہے۔



ہے اس کے علاوہ کمیشن کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اس میں گلیک  
مقدار میں حیوین (Vitamins)، B اور C بھی پائے جاتے ہیں۔

## مزاج سرد افعال واستعمال:

تربوز کا استعمال زمانہ قدیم سے ہے اور جیسے جیسے اس کے  
خواص کے بارے میں انکشاف ہوتے جا رہے ہیں اس کا استعمال  
بڑھ چکا جا رہا ہے۔ پہلے یہ صرف زندگی کی فصل میں ہی ملتا تھا لیکن  
یہ اب ہر موسم میں دستیاب ہو جاتا ہے۔ کچھ مفید گودے والی  
قسیمیں بھی ہوتی ہیں ان کا گودا نیم سوں اور جلی بنانے میں بھی  
استعمال ہوتا ہے۔

تربوز کا حراج سرد تر ہونے کی وجہ سے یہ پیشاب لاتا ہے  
اور گردے اور مثانے کی پتھری کو نکالنے میں معاون ہوتا ہے یہ جلد  
بہضم ہوتا ہے اور معدے سے غلاعت کو نکال کر پیٹ کو صاف کرتا  
ہے۔ اسے کھانے سے چہرے کا دم اتر جاتا ہے اور رنگت صاف  
ہو جاتی ہے۔ اس کا جوس پیاس کو بجھاتا ہے۔ اس کے جوس میں  
کھانڈ اور زیرہ ملا کر استعمال کریں تو، یہ گردہ مثانہ اور پیشاب کی  
تالی کی سوزش میں مفید ہے یہ نوسہ جگر کی سوزش اور ہر کان میں  
بھی مفید ہے تربوز کھانے سے معدے اور آنکھوں کے زخم مندمل  
ہو جاتے ہیں۔ اس میں غذائی عناصر کی مقدار اسے جسم کے لیے  
مقوی بنا دیتی ہے۔ اسی غرض کے لیے آب تربوز کے علاوہ اس کے  
خم (ج) کا شیرہ بھی کار آمد ہے۔ تربوز سے ایک مشہور یونانی دوا

نانڈیٹر وگر و نواح  
میں "سائنس" کے تقسیم کار

مشتاق پورہ - نانڈیٹر - 431602

جدہ (سعودی عرب) میں  
"سائنس" کے تقسیم کار  
مکتبہ رضا  
نزد پاکستان ایم بی اسکول حیاتی العزیزہ - جدہ

عام نام	تربوز
سائنسی نام	Citrus vulgaris
فصل	Cucur bitaceas
انگش نام	Water melon
عربی نام	بطیخ ہندی
فارسی نام	ہلاوتہ اور خر بوزہ ہندی
سنسکرت نام	کانگ، کانڈ
تامل نام	پچافم
پنجابی نام	ترج

"لوق آب تربوز دوا" تیر کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ خم (ج) دل  
اور دماغ کو طاقت پہنچانے والے سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے خم کے  
تیل کو یاد ام کے تیل کی جگہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آب تربوز مشہور  
مشروب "روح افزا" میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ سورج کی حرارت  
سے جھلسی ہوئی جلد پر اگر تربوز کا ٹھنڈا گودا لگا جائے تو بہت  
ترام ملتا ہے۔ تربوز جگر کے فعل کو درست کرنے میں بھی مفید  
ثابت ہوا ہے۔

## بقیہ : خواب اور اس کی تعبیر

کے غیر شعوری رویے کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ تینوں بیہوش  
صدی کے نہایت ممتاز اور معروف ترین ماہرین نفسیات  
گزرے ہیں۔ لیکن عوام میں ایک حد تک اس بات پر  
اتفاق پایا جاتا ہے کہ خواب کی تعبیر الٹی ہوا کرتی ہے۔ مثلاً  
اپنے آپ کو مردہ دیکھنا، درازی عمر کی بشارت ہوتی ہے۔  
گندگی کو مال و دولت کی علامت قرار دیا جاتا ہے، بائیں  
کوفین و برکت تسلیم کیا گیا ہے اور اسی طرح۔ لیکن  
بیچ تو یہ ہے کہ خواب کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ  
آج تک خواب ہی رہا ہے اور اس کی تعبیر کے بارے  
میں بس اتنا ہی کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ:  
"بیچ ہوا کرتی ہیں ان خوابوں کی تعبیریں کہیں"





# حسن اور خوبصورتی کا ضامن لیموں

بشارت احمد بابا  
چھتہ بل، سری نگر، کشمیر

انتہائی سستی اور قدرتی نعمت ہے جس سے ہر خاص و عام یکساں طور پر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیموں کو اگر ہم حسن و خوبصورتی پر ترقی دے رکھیں اور اسے بڑھانے کے لیے روزمرہ کے استعمال میں شامل کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم سب اس کی افادیت کے قائل نہ ہو جائیں۔

اگر ہم لیموں کے استعمال سے اپنے دن کا آغاز کر لیں تو یہ ایک اچھی شروعات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ لیموں سے دن کا آغاز کرنا ایک شاندار اسٹارٹ ہوگا۔ اسٹارٹ میں کام کرنے والی ماڈل گرل اور اکثر اداکارائیں بھی اپنے حسن و خوبصورتی بڑھانے اور اپنے آپ کو اسٹارٹ اور چاق و چوبند رکھنے کے لیے لیموں کا استعمال پابندی سے کرتی ہیں کیونکہ لیموں جو اس ہمارے جسم کی اندرونی صفائی کے لیے ایک بہتر ذریعہ ہے۔ اس میں موجود وٹامن سی کی وافر مقدار نہ صرف عام اچھی صحت عطا کرتی ہے بلکہ بالوں کو، جسمانی جلد اور چہرے کو شادابی اور خوبصورتی بھی بخشتی ہے۔

لیموں کے استعمال شدہ چھلکے سکھا کر پاؤڈر کی طرح پیس لیں اب ان کو صابن کی طرح استعمال کریں چند ہی روز میں آپ کی جلد نرم اور گلابی ہو جائے گی۔ اگر آپ لیموں کے رس سے چہرے اور گردن پر مالش کریں گی تو چند دنوں میں رنگ نکھر جائے گا اور چہرے پر موجود جھٹیاں، مہاسے اور داغ بال مکمل صاف ہو جائیں گے۔ اگر چہرے کی جلد کیل مہاسوں کی وجہ سے خراب

ہو رہی ہے کہ کون نہیں چاہتا کہ وہ خوبصورت اور دلکش نہ نظر آتے بھلے ہی چاہے وہ مرد ہو یا عورت تاہم مردوں کے مقابلے میں عورت میں یہ جذبہ قدرتی طور پر زیادہ شدید ہوتا ہے کیونکہ عورت کی خوبصورتی نہ صرف اسے خوشنما بنا دیتی ہے بلکہ یہ اسے خود اعتمادی بھی عطا کرتی ہے۔

خواتین یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے بھاری ماحولیات کرتی ہیں۔ مہنگے کامیٹیکس خریدتی ہیں لیکن اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ اسٹارٹ اور خوبصورتی نظر آنے کے لیے بعض انتہائی سستی اور عام اشیاء بھی وہ کام دکھا دیتی ہیں۔ جو مہنگی سے مہنگی مصنوعات بھی نہیں دکھا پاتیں ان سستی اور عام اشیاء میں ایک مثال لیموں کی ہے جو کہ ہر گھر کے باورچی خانے میں یا سانی دستیاب ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کئی ایک انتہائی پر اثر مفید اور دیرپا بیوٹی ایڈز کو قدرتی جڑی بوٹیوں، پودوں اور سبز پوس سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ قدرتی اشیاء کو خوبصورتی بڑھانے کے لیے استعمال کرنا یوں بھی زیادہ مفید اور محفوظ ہوتا ہے کہ مصنوعی اشیاء میں جو کیمیکلز شامل ہوتے ہیں۔ یہ ان سے پاک ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم الرجی کے خطرات سے بھی محفوظ رہتے ہیں پھر بھاری اخراجات بھی نہیں برداشت کرنے پڑتے اور حسن و خوبصورتی کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔

لیموں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک



میں کچا یا برہنہ کر میں اور ہنسنے میں ایک بار سرسوں کے تیل کی ماش کریں آپ نمایاں فرق محسوس کریں گی۔

اگر آپ فلوکی حالت میں ایک پیالی گرم پانی میرے ایک لیٹر کارس اور دو درمیلے چمچے شہد ملا کر پی لیں تو آپ کو بہت جلدی آرام آ جائے گا۔

اگر رات کو سوتے وقت ہاتھ اور پاؤں دھو لیے جائیں تو نیند میں بڑے خواب نہیں آتے اور آپ پرسکون نیند محسوس کرتی ہیں۔

لیہوں، انڈے اور زیتون کے تیل کی مدد سے بالوں کے لیے بہتر کنڈیشنر تیار ہوتا ہے:

انڈا ایک عدد، لیہوں کا جو کس ایک چلے کا چمچ، زیتون کا تیل مناسب مقدار۔ ان سب چیزوں کو اچھی طرح یکجا کر لیجئے۔ اب انھیں بالوں میں لگا کر اچھی طرح انگلیوں کے پوروں سے پورے سر میں ماش کیجئے۔ ایک گھنٹہ بعد بالوں کو شیمپو کر لیں۔ اس کنڈیشنر کے استعمال سے بال میڈ ملائم اور چمکدار ہو جائیں گے۔ اگر آپ کے سر میں خشکی ہے تو پہلے سر پر ناریل کا تیل لگائیے اس کے بعد بالوں کو دو حصوں میں بانٹ لیں۔ سارے سر میں بالوں کو ہٹا ہٹا کر لیہوں کا ٹھکڑا اکاٹ کر رگڑیں۔ 20 منٹ انتظار کرنے کے بعد شیمپو کر لیں۔ اس ترکیب کے باقاعدہ استعمال سے رفتہ رفتہ خشکی ختم ہو جائے گی۔

ہو رہی ہے تو پھٹکری کو پانی میں گھول کر لگائیں، آپ نمایاں فرق محسوس کریں گے۔ چہرے پر موجود جوڑے مسامات بھرنے کے لیے شہد اور نیم گرم پانی ہم وزن لے لیں۔ اب اس آمیزے کو چند منٹ تک چہرے پر لگا رہنے دیں آپ کا چہرہ دلکش ہو جائے گا۔

جلد کو صاف اور تروتازہ رکھنے کے لیے دھوپ اور تیز ہوا سے بچانا ضروری ہے۔ یہ دونوں چیزیں جلدی کے لیے نقصان کا باعث ہوتی ہیں۔

ہونٹوں کی سرخی کے لیے نقوڑی سی بالائی میں عرق لیہوں شامل کر کے ہونٹوں پر لگائیں چند دنوں میں ہی آپ کے ہونٹ گلابی نظر آئیں گے۔

بالوں کو خوبصورت اور مضبوط بنانے کے لیے دن

دہلی میں اپنے قیام کو خوشگوار بنائیے

شاہجہانی جامع مسجد دہلی

کے سامنے حاجی ہوٹل

آپ کا منتظر ہے

آرام دہ کمروں کے علاوہ

دہلی اور بیرون دہلی کے واسطے

گاڑیاں، بسیں، ریل و ایئر بنگ

نیز پاکستانی کرنسی کے تبادلے کی سہولتیاں بھی موجود ہیں

فون: 3266478

مغربی بنگال میں ماہنامہ سائنس کے سول ایجنٹ

محمد شاہ انصاری

ذکی جگ ڈپو۔ ریل پارک۔ ٹی روڈ آسنسول 713302

مکتبہ رحمانی، 6 کولوٹل اسٹریٹ، کلکتہ 700073



# خواب اور اس کی تعبیر

عبداللہ ولی بخش قادری

خواب ہمارے تخیل کا کھیل ہوتا ہے۔ اس حالت میں آداب مجلسی کا محاذ پاس اٹھ جاتا ہے اور ہماری کیفیت بے نتھے تیل کی سی ہوتی ہے۔ توافق اور توازن کا احساس بھی جاتا رہتا ہے۔ گویا نہ کوئی تسنا نہ نظر آتا ہے اور نہ کسی بے اعتدالی کی گرفت ہوتی ہے۔ خواب میں جو تخیلات کے جھگھٹ انوکھے اور اعلیٰ بے جوڑ ہوتے ہیں، ان کی کیفیت کچھ اُدھے تیز آدھے، شیر کی سی ہوتی ہے۔ دراصل خواب کے دوران ہماری قوت تیز کام نہیں کرتی ہے کیونکہ نیند کی حالت میں دماغی عمل بہت سست پڑ جاتا ہے۔

انسان کو ہمیشہ خوابوں سے دلچسپی رہی ہے۔ اس دلچسپی کی وجہ بالکل سیدھی سادی ہے۔ خواب بعض صورتوں میں جیتی جاگتی زندگی سے ملتا جلتا اور بعض میں اس کا الٹ ہوتا ہے۔ عموماً جو چیزیں ہمیں خواب میں دکھائی دیتی ہیں، وہ ہماری جانی پہچانی ہو کر کرتی ہیں اور جہاں دکھائی دیتی ہیں وہ جگہیں بھی مانوس فضا رکھتی ہیں لیکن جو کچھ خواب میں دکھائی دیتا ہے، وہ ہماری زندگی کے واقعات اور معاملات سے کم ہی لگا کھاتا ہے۔ اپنی پہچان والے اکثر چہرے بدل کر نمودار ہوتے ہیں۔ آناً فاناً میں خواب دیکھنے والا صدیاں پہلا ننگ جاتا ہے، سات سمندر پار چلا جاتا ہے یا آسمان میں تھکلی لگا دیتا ہے۔ اسے انتہائی خوفناک اور دشوار حالات کا سامنا ہو سکتا ہے وہ شہید، غازی، کمزور، زیر دست، غریب، امیر کسی بھی رول میں اپنے آپ کو دیکھ سکتا ہے بلکہ ایک ہی

خواب میں خود کو متضاد حیثیتوں میں پاسکتا ہے۔ ان نما آتاؤں کے علاوہ خواب کے اندر شدت جذبات شامل ہوتی ہے وہ خوش گوار اور ناگوار دونوں طرح کے ہوتے ہیں، البتہ زیادہ تر خوش گوار، غرگز نہ کرنے کے ساتھ ساتھ ناگوار خوابوں کا تناسب بڑھتا جاتا ہے۔ افسردگی، خوف اور غصے کے خواب، راحت مسرت اور عیش و عشرت کے خواب کے مقابلے میں اندازاً دگنے دکھائی دیا کرتے ہیں۔ بچوں کو اکثر ڈرانے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ یوں ان کے خواب ”تکمیل گاہ خواہش“ ہوتے ہیں اور سیدھے سادے روزانہ زندگی سے متعلق، لیکن یہ سوال کہ بچے، بڑے خواب کیوں دیکھتے ہیں ہمیشہ سے بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ایک نظریہ یہ رہا ہے کہ خواب حسی ہنج کے اثرات مابعد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ گویا دن کے ہنگامے میں کسی بنا پر ہمارے اندر ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں رات کو سونے کے دوران ہم خواب دیکھتے ہیں جیسے ایک خوبصورت مکان کو دن میں دیکھا اور رات کو وہ خواب میں مل گیا۔ یعنی کہ دن میں جو خواہشات جاگ اٹھی ہیں، رات کو خواب ان کی آسودگی کا سامان فراہم کر دیتا ہے۔ حسی ہنج کا ایک اور زاویہ یہ بھی ہے کہ کسی فوری حسی ہیجان کی وجہ سے اب نظر آتا ہے جیسے سونے کے دوران گھڑی کا الارم بجنا، یا کوئی کھربڑ ہونی اور خواب میں دکھائی دیا کہ کوئی کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے اور آواز آ رہی ہے کہ ”چلئے دفتر کا وقت ہو گیا ہے“ یہ فوری ہیجان خارجی اسباب کے علاوہ اندرونی وجوہات کا



کی حیثیت رکھتا ہے اور ان دونوں کا نزاع ختم کرنے والا 'انا' ہے جسے شخصیت کا شعوری حصہ گردانا گیا ہے۔ ان تینوں تصورات کو بالترتیب 'نفس امارہ'، 'ضمیر' اور 'نفس مطمئنہ' کے مترادف ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ فرائیڈ کے نزدیک 'اڈ' کی قوتیں 'انا' پر حاوی ہونے کی کوشش میں برابر لگی رہتی ہیں اور اپنے آپ کو شعور کی سطح پر لانا چاہتی ہیں۔ فرد کی بیداری میں 'اڈ' کا داؤ چل نہیں پاتا ہے لیکن نیند کی حالت میں 'فوق انا' کم چوکتا رہتا ہے۔ لہذا کچھ دبی ہوئی خواہشات، خواب میں آشکار ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی وہ نیا روپ دھار کر ہی آپاتی ہیں۔ ان نئے روپ کو سمجھنے کے لیے اس نے خواب کی تعبیر کا ایک علامتی سلسلہ تیار کیا۔ فرائیڈ کی یہ کوشش کوئی انوکھی نہیں تھی۔ انسان ہمیشہ اس ادھیڑ میں لگا رہا ہے کہ خواب کے معنی نکالے اور ہر زمانے میں نئے نئے تعبیر دے رہے ہیں۔ لیکن فرائیڈ اور اس کے ہمنوا تحلیل نفسی یا نفسیاتی تجربہ کرنے والوں نے نہ صرف اپنی نئی علامات وضع کیں بلکہ خواب کے ماحول کو بھی باادنی تعبیر خواب کے لیے استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر خواب دیکھنے والا اگر کہیں جا رہا ہے، بیڑھیاں چڑھ رہا ہے، ہوا میں اڑ رہا ہے تو ایسے تمام مناظر اس کے جذبہ فرقت کے مختلف مظاہر قرار پاتے ہیں۔ لیکن تحلیل نفسی کے اس زاویے کے برعکس ایڈلر کے نزدیک خواب کسی ماضی بعید کے تاثر کا علامتی اظہار نہیں ہوتا بلکہ کسی متوقع صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک اقدام کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا تجربہ کرنے سے مسئلے کا حل تلاش کرنے کی طرف فرد کے رویے اور مطیع نظر کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یونگ کے خیال میں خواب فرد کے درپیش مسائل اور مصائب کی طرف اس

(باقی صفحہ 18 پر)

نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً پیٹ کا درد یا ہاضمہ خراب ہونے کی صورت بھی خواب پریشاں کا باعث بن سکتی ہے۔ خواب کے بارے میں کچھ ایسے نظریات بھی پائے جاتے ہیں جو کہ معتقدات کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں توہمات اور قدیم روایات نے بعض سماج کا ورثہ سانبادیا ہے۔ لیکن ایسی تمام وضاحتیں غیر تسلی بخش رہی ہیں۔ البتہ دو طرح کے نظریات خاص طور پر توجہ کا مرکز قرار پائے ہیں اور زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں۔ ایک کے مطابق خواب میں الہامی عنصر ہوتا ہے۔ وہ پیش گوئی کرتے ہیں کہ آئندہ کون سے خطرات درپیش ہوں گے اور ان سے مطلب نکالاجاتا ہے کہ ایسا کرو گے تو یہ ہوگا اور ویسا کرو گے تو یوں ہوگا۔ غالباً خواب کا یہ نظریہ سب سے زیادہ مقبول رہا ہے۔ اس خیال کی تائید میں کلاسیک مثال کے طور پر حضرت یوسفؑ کے خواب کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف فرائیڈ کے مکتب فکر کے مطابق جو انفلو کے خواب بچپن کے تجربات اور خواہشات کا علامتی اظہار ہوتے ہیں۔ اس نظریے کی رو سے مستقبل کے بارے میں خواب سے کوئی آگاہی نہیں ملتی ہے بلکہ وہ ہمارے موجودہ غیر آسودہ جذبات اور لاشعوری ذہنی گروں کی عکاسی کرتے ہیں۔ گویا بچپن کو خواب میں چھپ چھپ کر آنے والی بات ہوتی ہے۔ البتہ آسان ضرور ہے کہ ہمیں بدل کر سامنے آتے ہیں۔ اسی لیے فرائیڈ نے یہ بھی بتایا ہے کہ خواب ڈرامائی انداز اختیار کرتے ہیں۔ خواب کا یہ نظریہ فرائیڈ کے لاشعور اور شخصیت کے نظریوں سے برآمد ہوتا ہے۔ اس کا 'اڈ' یعنی لاشعور کا منبع بیشتر شہوانی نوعیت کا حامل ہے، 'فوق انا'، جزوی شعوری اور جزوی غیر شعوری ہے جو کہ سماجی اخلاق کے مخزن





ڈاکٹر محبوب اشرف  
اے۔ ایم۔ یو، علی گڑھ

# آم سے جام تک

ناہم اگر آپ چاہیں تو تھوڑی سی محنت کر کے پورے سال آم کا ذائقہ کسی نہ شکل میں لے سکتے ہیں۔

آم سے طرح طرح کے کھانے پینے کی چیزیں بنائی جاتی ہیں، جیسے اچار، چٹنی، جیم، شربت وغیرہ وغیرہ اس میں سے اچار تو زیادہ تر گھروں میں بنایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسی بھی شکایتیں آتی ہیں کہ اچار خراب ہو گیا مثلاً آم کے اچار میں پھپھوند لگ گئی۔ اور یہ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے کہ کڑوا تیل (سرسوں کا تیل) کم ڈالا اور دھوپ نہیں دکھائی تھی۔

آم کے اچار میں سب سے زیادہ خراب کڑوا تیل (سرسوں کا تیل) پر آتا ہے۔ یعنی اگر اچار تیل سے ڈوبا نہ رہے تو خراب ہو جائے گا۔ مگر آج کل تیل کو صرف ذائقہ بڑھانے کے لیے ہی ڈالا جاتا ہے نہ کہ خراب ہونے سے بچانے کے لیے۔ کسی بھی اچار کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے نمک اور گلیسیرل ایسڈ (GLA) (CAL ACETIC ACID) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں چیزیں صرف خراب ہونے سے بچانے کے لیے ہی نہیں بلکہ ذائقہ بڑھانے میں بھی مدد کرتی ہیں۔ اور اچار کو دھوپ دکھانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی طرح پکے آم سے جیم بنا کر ناشتے میں استعمال کیا جاسکتا ہے اور شربت بنا کر گرمیوں کا مزہ کم پیسے میں اور بہتر ڈھنگ سے لیا جاسکتا ہے۔ خود بنایا گیا سامان بازار سے خریدے گئے سامان سے صرف سستا ہی نہیں بلکہ زیادہ غذائی قدر و قیمت والا بھی ہوتا ہے۔ یہاں آپ کے لیے آم سے بنائی جانے والی کچھ چیزوں کے بنانے کی

آم اپنی خاص طرح کی خوشبو، رنگ اور ذائقہ کی وجہ سے پھلوں کا راجہ کہلاتا ہے۔ علاوہ کشمیر، ہماچل پردیش اور دیگر پہاڑی علاقوں کے؛ ہندوستان کے تقریباً سبھی صوبوں میں اس کے باغات پائے جاتے ہیں۔ آم کی کاشت لگ بھگ 32.05 لاکھ ہیکٹر زمین میں کی جا رہی ہے اس سے تقریباً 329.53 لاکھ ٹن آم کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آم کی پیداوار سب سے زیادہ یعنی کل پیداوار کا 65% یہاں پیدا ہوتا ہے۔ کچے و پکے دونوں طرح کے آم میں مختلف طرح کے وٹامن اور نمکیات پائے جاتے ہیں۔ پکے آم کے 15 گرام گودے میں کاربوہائیڈریٹ کی مقدار 9.0 گرام، پروٹین 0.7 گرام، چربی 0.1 گرام، کیلشیم 10 ملی گرام، فاسفورس 20 ملی گرام، لوہا 0.4 ملی گرام، وٹامن۔ اے 150 انٹرنیشنل یونٹ (آئی یو) اور 30 کیلو ریڈ پائی جاتی ہے۔ پکے آم میں وٹامن۔ اے 4800 سے 22,550 آئی یو کے درمیان ہوتا ہے۔ علاوہ انہیں اس کے 15 گرام گودے میں کاربوہائیڈریٹ 12.0 گرام، پروٹین 0.6 گرام، چربی 0.1 گرام، کیلشیم 10 سے 20 ملی گرام، فاسفورس 20 ملی گرام، لوہا 0.3 ملی گرام، پوٹاشیم 250 ملی گرام، سوڈیم 7 ملی گرام، وٹامن بی۔1 1 (8-1) 0.8 ملی گرام، وٹامن بی۔2 2 (8-2) 0.8 ملی گرام، وٹامن سی 50 ملی گرام، نائٹین 0.9 ملی گرام اور کل ملا کر 50 کیلو ریڈ پائی جاتی ہیں۔ چونکہ آم کچھ مہینوں تک ہی بازار میں رہتے ہیں اور جب آم کا موسم ختم ہو جاتا ہے تو صرف یادیں رہ جاتی ہیں کہ اس بار خوب آم کھاتے،



ایٹک ایسڈ ڈال کر خوب اچھی طرح سے چلا کر ملا دیں اور گرم گرم ہی چوڑے منہ کی بوتل میں بھر کر رکھ دیں۔

## 2۔ آم کا آچار :

ضروری سامان : آم کی پھانکیں ایک کلو گرام، لہسن 25 گرام، نمک 150 گرام، ہلدی 25 گرام، لال مرچ 25 گرام، دھنیا 25 گرام، سونف 25 گرام، میٹھی 15 گرام، کلونچی 15، زیرہ 15 گرام، گرم سالہ 25 گرام، سرسوں کا تیل 250 ملی لیٹر اور ایٹک ایسڈ 8 ملی لیٹر۔

بنانے کی ترکیب : آم کا آچار ایسے پھلوں سے بنانا بہتر ہوتا ہے جو کھٹے اور گودے داد قسم کے ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ریشہ دار آم نہ لیں۔ آچار دونوں طرح کے پھلوں سے بنایا جاسکتا ہے۔ جیسے جن آموں میں جالی نہ پڑی ہو اور جن آموں میں جالی اچھی طرح سے پڑ گئی ہو۔ ویسے آچار کو زیادہ دنوں تک رکھنے کے لیے اچھی طرح پرگئی جالی والے آم لینا زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ داغدار کٹے ہوئے یا گٹے ہوئے آموں سے آچار نہیں بنانا چاہئے۔ آم کی پھانک تیار کرنے سے پہلے ڈنٹھل والا حصہ نکال دینا چاہئے اور آم کو قریب 12 گھنٹے کے لیے پانی میں ڈبو کر رکھ دیں جس سے آم کا چپ و غیرہ نکل جاتے۔ پھر رگڑ رگڑ کر دھو کر صاف پٹے پر پھیلا دینا چاہئے۔ جس سے پانی سوکھ جائے۔ آم کو دو، چار یا آٹھ پھانکوں میں ضرورت کے مطابق کاٹ لینا چاہئے۔

## پھانکوں میں مصالحہ و تیل ملانا :

سب سے پہلے لہسن کو چھیل کر پھل لینا چاہئے۔ مسالوں کو مہین و موٹا ضرورت کے مطابق پیس لینا چاہئے اس کے بعد آدھا سرسوں کا نیل گرم کریں اور اس میں سالے کو ہلکا سا بھون لیں اور پھر گرم سالے میں آم کی پھانکوں کو نمک کے ساتھ سان لیں یا اچھی طرح سے ملا لیں۔ جب سالہ پھانکوں میں مل جائے تو باقی سرسوں کا تیل ہلکا سا گرم

ترکیب لکھی جا رہی ہے۔

## (الف) کچھے آم سے تیار کی جانے والی چیزیں

### 1۔ آم کی میٹھی چٹنی :

ضروری سامان : کدو کس کیا ہوا آم ایک کلو گرام، شکر 650 گرام، نمک 50 گرام، پیاز 50 گرام، لہسن 10 گرام، ادراک 25 گرام، زیرہ 5 گرام، گرم سالہ رکالی مرچ، بڑی الائچی، دال چینی 15 گرام، لال مرچ پیسی ہوئی 15 گرام اور ایٹک ایسڈ 10 ملی لیٹر۔

بنانے کی ترکیب : آموں کو خوب اچھی طرح دھو کر، چھیل کر، کدو کس سے کچھے بنالینا چاہئے یا آم کی پھانکوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر مکسر (Mixer) میں ڈال کر اس کا گودا نکال لیں (ایک کلو پھانک میں 25 ملی لیٹر یا آدھا پاؤ پانی ڈال کر گودا نکالنا چاہئے۔ اس کے بعد کچھے یا گودے میں باریک کتری ہوئی پیاز، لہسن اور ادراک کو ملا کر آج پر رکھ کر پکائیں۔ یہاں خیال رکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر گودا ہے تو پکاتے وقت پانی کی ضرورت نہیں پڑتی اور اگر کچھے ہیں تو پکاتے وقت آدھا پاؤ پانی کچھے میں ڈال کر تب پکانا شروع کریں۔ جب پیاز، لہسن اور ادراک گل جائے تو اس میں دی گئی شکر و نمک کو ڈال کر دھیمی آہنیخ پر پکائیں اور جب گاڑھاپا آنے لگے تو پیسے ہوئے مسالوں کو ڈال کر خوب اچھی طرح چلا دیں اور صرف اس وقت تک پکائیں جب تک کہ اس کا پانی جل نہ جائے یا یوں کہیں کہ بھکڑنے کی دیواروں کے پاس کا پانی سوکھ نہ جائے اور گاڑھاپا آجائے اس کے بعد چٹنی کو آج پر سے اتار کر اس میں



گرم گرم گودے کو صاف دسکھی ہوئی بوتل میں بھر کر ڈھکن لگا کر بند کر دیں اور کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔ یہ گودا خراب نہیں ہوگا اور اب اس گودے سے جب چاہیں جیم یا شربت بنا سکتے ہیں۔ اس طرح پورے سال آم کا مزہ لیا جاسکتا ہے۔

## 2- آم کا جیم

ضروری سامان: آم کا گودا ایک کلو گرام، شکر 800 گرام اور سائٹرک ایسڈ 4 گرام۔

بنانے کی ترکیب: پھلوں کا انتخاب و گودا نکالنے کا طریقہ ”آم کے گودے“ جیسا ہی ہے۔

آم کے گودے کو پکانا:

آم کے گودے (PULP) کو اسٹیل کے بھگونے میں رکھ کر اور اس میں دی گئی مشین کو ڈال کر آخ پر چڑھا دیں اور گرم کریں، اس دوران گودے کو چلاتے رہنا ضروری ہوتا ہے۔ جب شکر گھل جائے تو دی گئی سائٹرک ایسڈ کو بھی ڈال دیں اور تیز آخ پر تب تک پکائیں جب تک گودا گاڑھا نہ ہو جائے یعنی بھگونے کی دیواروں کے آس پاس کا پانی جل نہ جائے۔ تب سمجھئے کہ جیم تیار ہو گیا اور جیم کو آخ پر اتار کر گرم گرم ہی چوڑے مسدے کے جاریں بھر دیں اور ٹھنڈا ہونے کے بعد ڈھکن سے بند کر کے ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔

جیم تیار ہونے کی پہچان:

1- جب جیم کا درجہ حرارت 105 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جائے تو سمجھ لیں کہ جیم تیار ہو گیا ہے اور اسی وقت جیم کو آخ پر سے اتار لیں۔

2- پکلتے وقت جب گودا (جیم) گاڑھا ہونے لگے تب جیم کو خوب اچھی طرح سے چلا کر اس میں سے ایک کچھ جیم لے کر سوکھی ہوئی پلیٹ پر رکھ کر پلیٹ کو ترچھا کریں۔ اب

کر کے اور دی گئی ایسک ایسڈ کو پھانکوں کے اوپر پھیلاتے ہوئے ڈال کر سب کو اچھی طرح سے دوبارہ ملا دیا جانا چاہئے اور چوڑے مسدے کے مرتبان میں بھر کر رکھ دیا جانا چاہئے اور اس طرح تیار کیا گیا چار سالوں خراب نہیں ہوتا۔

(ب) پکے ہوئے آم سے بنائی جانے والی چیزیں ضروری سامان: گودا ایک کلو گرام، سائٹرک ایسڈ (CITRIC ACID) 5 گرام، پوٹیشیم میٹا بائی سلفائیٹ (POTASSIUM META B SULPHITE) 2 گرام۔

بنانے کی ترکیب: زیادہ سے زیادہ گودا حاصل کرنے کے لیے خوب اچھی طرح سے پکا ہوا آم لینا چاہئے۔ آم ایسا ہو جس میں گودا زیادہ ہو اور گھٹلی چھوٹی ہو (جیسے دھیری)۔

آم کو اچھی طرح سے دو تین بار پانی بدل بدل کر دھو کر چھلکے اتار کر پھانکیں بنالیتے ہیں۔ اگر پھانکیں لمبی لمبی لمبی ہیں تو ان کو دوبارہ چھوٹی چھوٹی پھانکیں میں کاٹ لینا چاہئے۔ آم کی پھانکوں کو کسی اسٹیل یا ایلمینیم کے بھگونے میں رکھ کر اس میں آدھا لیٹر پانی ڈال کر مکسر (MIXER) سے گودا نکال لینا چاہئے۔ اب گودے کو آخ پر رکھ کر گرم کرتے ہیں اس دوران سائٹرک ایسڈ بھی ڈالتے ہیں۔ گودے کو چلاتے رہنا چاہئے نہیں تو جل جانے کا ڈر رہنا ہے۔ جب سائٹرک ایسڈ گھل جائے تب گودے کو آخ پر سے اتار کر اس میں پوٹیشیم میٹا بائی سلفائیٹ کو ڈال کر خوب اچھی طرح سے چلاتے ہیں۔ پوٹیشیم میٹا بائی سلفائیٹ کو ڈالنے سے پہلے تھوڑے سے پانی میں گھول لینا چاہئے اور تب گودے میں ڈالنا چاہئے



ہونے کے لیے رکھ دیں۔

چاشنی میں آم کے گودے کو ملانا:

جب چاشنی ٹھنڈی ہو جائے تو آم کے گودے کو اس میں ڈال کر خوب اچھی طرح ملا دیں۔ اس کے بعد اس سے ایک کپ میں تھوڑا سا شربت لے کر اس میں پشیم میٹا بانی سلفائیٹ ڈال کر گھول لیں اور شربت میں ڈال کر خوب اچھی طرح سے ملا دیں اور آخر میں رنگ و خوشبو ملا کر غوراً صاف دھلی ہوئی سوکھی بوتل میں بھر کر ڈھکن سے بند کر دیں اور بہتر ہو گا کہ ڈھکن پر موم کی ایک پرت لگا دیں۔

اگر جیم پانی کو چھوڑتے ہوئے تیزی سے نیچے کی طرف بہ رہا ہے تو اس کا مطلب جیم کو ابھی اور پکنا چاہئے اور اگر پانی نہ چھوڑے اور بہت دھیمی رفتار سے نیچے کی طرف آ رہا ہے تو سمجھ لیں کہ جیم تیار ہو گیا ہے اور آئینہ پر سے اتار لیں۔ ایسا پکانے کے دوران نیچے نیچے میں کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ مناسب وقت پر جیم کو آئینہ پر سے اتارا جاسکے۔ یہ بھی خیال رکھیں کہ جیم زیادہ نہ پکے ورنہ جیم کڑوا ہو جائے گا۔

آم کا شربت:

ضروری سامان: آم کا گودا ایک لیٹر، شکر دو کلو گرام، پانی ایک لیٹر، سائٹرک ایسڈ 20 گرام اور پشیم میٹا بانی سلفائیٹ 2 گرام۔ اس کے علاوہ رنگ و خوشبو۔

آم کا انتخاب اور گودا نکالنے کا طریقہ پہلے جیسا ہی ہے۔

چاشنی تیار کرنا:

دی گئی مقدار میں شکر اور پانی کو ایک اسٹیل کے بھگرنے میں رکھ کر آئینہ پر چڑھا دیں۔ اور چلاتے رہیں۔ جب شکر پانی میں ٹھل جائے تب ایسڈ کو ڈال کر اچھی طرح چلائیں اور ایک ابال آنے تک گرم کرتے رہیں۔ اس کے بعد چاشنی کو آئینہ پر سے اتار لیں۔ اوپر کی سفید پرت (گندگی) کو نکال دیں جس سے چاشنی صاف ہو جائے پھر چاشنی کو سونی کپڑے سے چھان کر ٹھنڈا

### قوی اردو کونسل کی سائنسی اور تکنیکی معلومات

1. سوری علیاوی ڈاکٹری ایم۔ ایم۔ بی۔ ریل اللہ خاں = ۲۸۰
2. لورینٹ ایف۔ ڈیویس، آر۔ کے۔ دستوی = ۲۲۱
3. ہندوستان کی درمیانی زمین سید سوریس جعفری = ۱۳
4. ہندوستان میں موزوں کٹاؤنی کی (ایم۔ ایم۔ جی) = ۰/۸
5. حیاتیات (حصہ دوم) قوی اردو کونسل = ۵/۸
6. سائنس کی تاریخ ازی بن شریا = ۸۰/۸
7. سائنس کی تاریخ ڈاکٹر ابراہیم = ۱۵/۸
8. فنی شم تراشی گلش سہاریش راہنہر مٹالی = ۲۲/۸
9. کمریل سائنس طاہرہ جادیں = ۳۵/۸
10. فنی کول کٹوروارا کے امیر حسن پورانی = ۱۳/۸

قوی کونسل برائے اردو غار دوز باال، وزارت ترقی انسانی وسائل

کونسل منہ ایسڈ لاکھ آر۔ کے۔ جیم، بی۔ ڈی۔ ۰۰۶  
فون 6103938 6 03381 6 فکس 39 61۰۵

جگر، معدہ اور آنتوں کی خرابی سے پیدا ہونے والے امراض کے لیے ایک کامیاب شربت ہے۔ قبض، بھوک کی کمی، پیٹ کی گرانی، اچھار، گیس، پیٹ کا درد، بدہضمی اور آنتوں کی سستی کے لیے بیہ تلافی ہے۔ جگر، طحال، معدہ اور آنتوں کی اصلاح کر کے طبعی افعال کو بحال کرتی ہے۔



THE UNANI & CO.

Manufacturers of Unani Medicines

Approved Suppliers of Unani Medicines to C G H S

930 KUCHA ROHULLAH KHAN, DARYA GANJ, NEW DELHI 110002.

Phone : 3277312, 32584

سی کو



مدیر

# بولتی ٹانگیں

ادا عادت اشارے

کسی بھی میٹنگ یا سیمینار کے دوران موجودہ افراد کے انداز پر غور کریں تو ان میں سے چند لوگ ضرور ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھے بیٹھے ہوں گے۔ جس طرح ہاتھوں کا جسم کے آگے یا پیچھے باندھنا کچھ اشارہ دیتا ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کا باندھنا یعنی ایک ہاتھ کے اوپر دوسرا بچھ رکھنا بھی کچھ کہتا ہے۔ اگرچہ دونوں ہاتھیں انسان کے منحنی اور مختلط رویے کی نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن بندھے ہاتھوں سے اس رویے کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہر پر ہیر رکھنے کے انداز سے کوئی نتیجہ اخذ کرتے وقت یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس عادت کا مظاہرہ کرنے والا مرد ہے یا عورت۔ خواتین کے معاملے میں یہ صورت حال ذرا مختلف ہوتی ہے کیونکہ پیشتر گھرانوں میں لڑکیوں کو شروع سے یہ سکھایا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو اس طرح ایک ہاتھ پر دوسرا بچھ رکھ کر بیٹھنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی کسی چوش میں خواتین اکثر اس انداز سے بیٹھی نظر آتی ہیں۔ ایسے ہی ہمیں یہ دیکھا چاہیے کہ بیروں کے عادیان کے جسم کے دیگر اعضاء چہرے کے تاثرات کیا اشارہ دے رہے ہیں۔ دیگر اشاروں کو

نوٹ کرنے کے بعد ہی کوئی نتیجہ اخذ کرنا چاہیے۔ اس کیفیت کا سب سے عام انداز تصویر نمبر (1) میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں سیدھا بچھ پوری طرح لائے ہیر پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ انداز مردوں پن، محتاط نیز حفاظتی کیفیت کا مظہر ہے۔ تاہم کبھی کبھی لوگ مکان دور کرنے یا بے آرام کرسی پر بیٹھے ہوں تو



(تصویر نمبر 2)

تصویر نمبر (1)



بھی یہ انداز اپناتے ہیں۔ ہذا ضروری ہے کہ اس انداز سے عادیان دیگر :سانی اشاروں پر بھی غور کرنے کے بعد کوئی فیصلہ نہ جائے۔ اگر بیروں کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی تینے پر بندھے ہوں (تصویر نمبر 2) تو یہ ظاہر ہے کہ وہ شخص منحنی رویہ اختیار کر چکا ہے۔ کسی میٹنگ کے دوران کوئی ایسا کرنے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ

وہاں چلنے والے غرض سے اس حد تک غیر متعلق لگاتے ہیں۔ اپنے آپ کو ذہنی طور سے اس سے الگ کر چکا ہے۔ اس مضمون سے



نالال ہے اور سخت ناگواری کے احساسات رکھتا ہے۔ ایسے میں اگر وہ اپنے پیر کو بلا بھی رہا ہے تو یہ مزید لاپرواہی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر کوئی سیس مین اپنا کوئی پروڈکٹ فروخت کر رہا ہے اور وہاں لوگ اس انداز کو اپناتے ہیں تو ایسے میں اسے آرڈر لینے کی بات بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ جواب منفی ہو گا اور آرڈر نہیں ملے گا۔ ایسی صورت حال میں اسے ان کی رائے، ان کی ناپسندیدگی کے بارے میں بات کر کے ان کو مطمئن کرنا چاہیے اور جب ان کے جسمانی اشارے مثبت ہو جائیں جب آرڈر مانگنا چاہیے۔ یہ انداز ناراض عورتوں میں بہت عام ہے۔

تصویر نمبر (3)



انہیں باندھنے کا ایک اور انداز تصویر نمبر (3) میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں سیدھا الٹے الٹے اوپر اس طرح رکھا جاتا ہے کہ سیدھے پیچ فائدہ اٹھانے کے لیے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ نہ زبردستی کرنے والے اور متوجہ کا ذہن رکھنے والے مزاج کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر اس انداز کو اپنانے والا انہوں کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ جائے تو اس نے اطمینان، راحت، اعتماد کی خواہش کرتا ہے لیکن اگر وہ کھڑے کھڑے جھکا ہوئے تو یہ جھینگی اور جستجو کی کیفیت کی نشاندہی ہے۔ اسی انداز میں اگر کسی نے اپنے ایک یا دونوں ہاتھوں سے اپنا سیدھا (پیر رکھا ہوا) پیر پڑا رہا ہے تو یہ خود سری اور ضدی



(تصویر نمبر 4)

مزاج کا اشارہ ہے (تصویر نمبر 4) ایسے لوگوں کو قتل کرنا، بچی بات سمجھنا اور مشکل ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے ساتھ بہتر انداز سے دور بدل سونگھنا چاہیے۔

## بقیہ : پانی

پانی جسم کو غذا سے بھی میسر آتا رہتا ہے۔ کافی، دودھ، شربت اور شوربے سے جسم کو پانی سب سے زیادہ مقدار ملتی ہے۔ اس کے علاوہ پھلوں، سبزیوں اور گوشت میں بھی پانی کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ جسم میں کاربوہائیڈریٹس، چکنائی اور پروٹین وغیرہ ہضم اور جذب ہونے پر بھی جسم کو کسی قدر پانی مہیا ہو جاتا ہے۔

ایک بالغ شخص کو روزانہ تقریباً دس گلاس پانی ملنا ضروری ہے۔ ویسے اس کی ضرورت کا خاھا دار و مدار موسم پر بھی ہوتا ہے۔ مثلاً گرمیوں میں پانی پینے کی ضرورت میں خارج ہوتا رہتا ہے، چنانچہ پیاس زیادہ لگتی ہے۔ پانی کے بجائے دودھ، لسی، شربت اور دیگر مشروبات بھی پانی کا نعم البدل ثابت ہو سکتے ہیں۔



# مفید مشورے

ڈاکٹر سلمہ پروین

ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس لیے انڈے جب ترطخ جائیں تو ان کی دھاڑوں کو نمک لگا دیں، دھاڑوں پر نمک لگنے سے دھاڑیں بھر جائیں گی اور سفیدی نکلنے کا ڈر نہیں رہے گا۔

☆ ایلے ہوئے انڈوں کو پھیلانا بھی خاصا دشوار کام ہے آسانی کے ساتھ اور صحیح سالم انڈے کو پھیل کر نکالنا ہو تو انڈوں کو گرم پانی میں اچھی طرح ابال کر نکالیں اور انھیں ٹھنڈے پانی میں ڈال دیں۔ اس کے بعد انھیں خشک کر کے اپنی دونوں ہتھیلیوں میں دبا کر ذرا گھمایں۔ دو چار مرتبہ ذرا ہلکے دباؤ کے ساتھ دبانے کے بعد ان کے پھیلنے لگیں تو آسانی کے ساتھ اتر آئیں گے اور انڈے کا اندرونی حصہ بھی بالکل متاثر نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ ایلے ہوئے انڈے کو نرم کر کے یا ذرا چوٹ لگا کر اس کے پھیلنے کو ڈھیل کر لیں، پھر اس کے اندر ٹیلا چیمہ ڈال کر ایلے ہوئے انڈے کو صحیح سالم حالت میں نکال سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں انڈوں کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نکال لیں۔

☆ اگر زیادہ انڈوں کو ایک ساتھ ملا کر پھینٹنا ہو تو اس کے لیے ایک بات کا خیال رکھیں کہ ان انڈوں کو پھینٹتے ہوئے ان کی زردی اور سفیدی کو الگ الگ کر لیا جائے اس طرح انڈے جلد پھینٹے جاسکتے ہیں۔ اگر انڈوں کی زردیاں بھی سفیدی میں رہ جائیں تو ان کو پھینٹنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے اگر زردی نہ نکالی گئی تو انڈے کی سفیدی اچھی طرح نہیں پھینٹی جاسکے گی۔ ایک اور بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس جگہ سے آپ سفیدی کو پھینٹ رہے ہوں، وہ چمکانہ ہو کیونکہ چکنے چمچے سے سفیدی پھینٹنے میں خاصی دشواری پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ پانی کے اندر پوچ انڈے بنانے کا آسان طریقہ یہ

☆ انڈے کو بہت زیادہ گرم گھی میں ہرگز نہ توڑیں اس طرح اس کی سفیدی جیلے لگتی ہے بلکہ فرانی پان کو پوچھ سے انکار کر گرم گھی میں انڈے توڑیں۔ زردی کے اوپر سفید تہ لانے کے لیے تلتے وقت گرم گھی زردی پر گرائیں اگر گھی کم ہے تو کچھ دیر کے لیے فرانی پان پر ڈھکنا رکھ دیں۔

☆ اگر آپ کو انڈے کی زردی صحیح و سالم حالت میں نکالنے کی ضرورت پڑے تو اس کے لیے آپ انڈے میں ایک چھوٹا سا سوراخ کر لیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ سوراخ میں سے سفیدی برتن میں نکال لیں۔ اس کے بعد زردی کو کسی دوسرے برتن میں علیحدہ نکال لیں۔

☆ اب انڈوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا کام بھی ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لیے اگر ہم انڈوں کو اٹھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو تھوڑا گیلا کر لیں تو ہاتھوں سے انڈے چھوٹنے کا کوئی امکان نہ رہے گا لیکن اس میں احتیاط برتنا چاہئے کہ ہاتھوں میں پانی زیادہ نہ لگا ہو۔

☆ احتیاط کے باوجود بھی ہم سے اکثر اوقات انڈے گر کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ اگر آپ کو ٹوٹے ہوئے انڈے ابالنے پڑیں تو انھیں الوسینم کے کاغذ میں لپیٹ کر دونوں سروں کو اچھی طرح بند کر دیں۔ اس طرح انڈوں کی سفیدی یا زردی نکل کر پانی میں شامل نہیں ہوگی اور اس طرح انڈے محفوظ اور قابل استعمال رہیں گے۔

☆ اگر انڈے ایلے ہوئے ترطخ جائیں یا ان پر دھاڑیں پڑ جائیں تو انڈے کی زردی یا سفیدی نکل کر





تھوڑے سے خشک پتے لے کر آٹے کے کستر میں ڈال دیں۔ وہ پتے نمی کو اپنے اندر جذب کر لیں گے۔ یوں آٹا خوب ہونے سے بچا رہے گا۔

★ چینی اور خشک میوؤں کو ایک ساتھ رکھنے کا کافی فائدہ ہوتا ہے، لیکن چینی اور خشک میوے کو مضبوطی سے بیٹن کے ڈبے میں بند کر کے رکھیں۔ اس طرح چینی میں خشک میوؤں کا ذائقہ جذب ہو جاتا ہے اور میوے میں چینی کی مٹھاس۔ یوں دراصل ان میں باہم مٹھاس اور ذائقوں کا تبادلہ ہو جاتا ہے اور چیزیں مزید ذائقے دار اور خوشبودار ہو جاتی ہے۔

### اردو بک ریویو

ایک خضر دو سال

ہر گھر کی لائبریری کے لئے ماکڑی  
اہل علم، دانشور، ناشرین اور طلبہ کے لئے ایک قیمتی تحفہ

مشروبات

مفت تحقیقی، علمی، تاریخی، ادبی، سماجی مضامین

بازار میں اور سو سوسے کی کتابوں پر شہرہ

نیا بہترین اور اعلیٰ درجہ کی کتابوں کی تحقیقی مقامات کی سرست

نیا علمی، ادبی اور تاریخی مضامین کے تمام مقالات کی سرست

نیا علمی، ادبی اور تاریخی مضامین کے تمام مقالات کی سرست

نیا علمی، ادبی اور تاریخی مضامین کے تمام مقالات کی سرست

نیا علمی، ادبی اور تاریخی مضامین کے تمام مقالات کی سرست

نیا علمی، ادبی اور تاریخی مضامین کے تمام مقالات کی سرست

نمونہ کی کاپی کے لئے ہر دوپے کا ایک مفت نمونہ فراہم

زمرہ عام

طلبہ

۱۵۰۰ روپے

۲۰۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

۲۰۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

۲۰۰۰ روپے

URDU BOOK REVIEW

1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel,

Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002 PH:3289268

ہے کہ انڈیا پانی میں توڑیں۔ فرائی پانی میں تھوڑا پانی ڈال کر گرم کریں۔ جب ابال آجائے تو اس میں گول گول گچ گھما لیں جب پانی میں چکر بننے لگیں تو اس میں آرام سے انڈا گرا دیں ساتھ ہی آدھا یا ایک گچ سرکہ ڈال دیں۔ اس طرح انڈے کی سفیدی پانی میں نہیں بکھرے گی۔

★ اگر انڈا پانی کے بجائے دودھ میں پونج کیا جائے تو یہ زیادہ مقوی ہونے کے ساتھ ساتھ مزیدار بھی ہوگا۔ اس کے لیے فرائی پانی میں تھوڑا دودھ گرم کریں۔ ابال آجائے تو اس میں آرام سے انڈا توڑ دیں اور ساتھ ہی تھوڑا نمک بھی ڈال دیں۔ تیار ہونے پر دودھ کے ساتھ ہی تھوس پر الٹ دیں۔

★ آمیلیٹ بناتے وقت اگر اس میں ایک چھوٹا گچ پانی یا دودھ ڈالیں تو آمیلیٹ نرم بنے گا اور پھولے گا بھی نہیں۔ اگر انڈے کم ہوں اور کھانے والے زیادہ ہوں تو آمیلیٹ بناتے وقت نمک مرچ اور پیاز کے علاوہ اس میں رس یا سینکے تھوس کا موٹا چمورا اور ایک درمیانہ گچ دودھ ڈال دیں۔ آمیلیٹ بڑا اور موٹا بنے گا۔

★ اگر آپ انڈے کی زردی ایک دو دن کے لیے رکھنا چاہیں تو نمک زردی کو کسی ٹھنڈے پانی سے بھرے پیالے میں رکھیں۔ اس طرح زردی تازہ رہے گی اور خشک نہیں ہوگی۔ اگر سفیدی پھینٹ کر جھاگ لانا چاہیں تو پھینٹنے سے پہلے اس میں فی انڈا ایک چائے کا چمچ پانی اور ایک چمکی نمک ڈال دیں۔ ایک گچ بینک پوڈر یا میٹھا سوڈا ڈال کر پھینٹنے سے بھی سفیدی خوب چھوٹتی ہے۔ یاد رہے کہ سفیدی میں ایک قطرہ بھی زردی گرگٹا تو پھینٹنے سے سفیدی بالکل نہیں چھوٹے گی۔

★ آٹے کو نم آلودگی یا نمی سے بچانے کے لیے ایک انتہائی آسان سا طریقہ ہے۔ آٹے کی مقدار کے مطابقت



# جنگل، جانور، قلعہ — بتیلا

ماحول

آفتاب احمد، دھند

سارا جنگل کبھی ہلکا لال، تھوڑا بنفشی، تھوڑا نیلا، پھر تھوڑا ہلکا ہرا ہوا جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے یہ ہلکا رنگ پکا ہو جاتا ہے، تب جنگل کے چہرے پراٹھیاں کی چمک دکھائی دینے لگتی ہے۔

بتیلا نیشنل پارک ملک کے موجودہ 19 "مائیکرو پارک" میں سے ایک ہے۔ یہ بہار کے پلاٹوں ضلع میں پڑتا ہے اور سب سے نزدیکی شہر ڈالٹن گنج سے قریب 25 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، جو کہ ریل اور ٹرک کے ذریعہ باہری دنیا سے جڑا ہوا ہے۔ دوسرا خاص شہر پانچ بیہاں سے 180 کلومیٹر دور ہے جو کہ بھی خاص شہروں سے ریل، سڑک اور ہوائی راستوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہ نیشنل پارک چھوٹا سا گڑھ پتھار پر ہے اور اس کی اونچائی سطح سمندر سے 300 سے 1140 میٹر تک ہے۔ اس لیے یہاں زیادہ گرمی نہیں پڑتی۔ اس کا رقبہ قریب 1026 مربع کلومیٹر ہے جس میں سے ساحلوں کے لیے خاص طور سے 35 مربع کلومیٹر کے علاقے کو تیار کیا گیا ہے۔ اس جنگل میں کئی چھوٹی بڑی ندیاں بہتی ہیں ان میں خاص ہیں — انری کوئل، اورنگا اور پیمپسکی۔ ان میں انری کوئل بتیلا سے شمال کی طرف بہت دور اور بہت دیر تک ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی بہت ہی دلکش منظر پیش کرتی ہے۔

بتیلا نیشنل پارک میں کئی طرح کے جانور اور پرندے پائے جاتے ہیں۔ جنگل کا بادشاہ شیر کشش کا مرکز ہے مگر بڑی مشکل سے دکھائی دیتا ہے۔ 1984ء کے شمار کے مطابق یہاں شیروں کی تعداد 62 تھی اور تیندوؤں کی تعداد

جنگل لفظ سنتے ہی سامنے ایک تصویر کھڑی ہو جاتی ہے جس میں چاروں طرف گھنے درخت اور جھاڑیاں ہوتی ہیں۔ جگہ جگہ پتھر ہوتے ہیں۔ دور دور تک پہاڑی سلسلے یا پہاڑیاں ہوتی ہیں اور ان سب کے بیچ آہستہ آہستہ بہتی ندیاں ہوتی ہیں۔ اس بے زبان نباتاتی دنیا میں حیوان جنگل کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ شیر، ہاتھی، ہرن، بندر اور مور وغیرہ اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگاتے ہیں اور اپنی چہل پہل سے یہاں کے جمود کو توڑتے ہیں۔

ایک جیسے لگتے ہوئے بھی ہر جنگل کی اپنی خاصیت ہوتی ہے۔ بتیلا نیشنل پارک کی بھی اپنی خاصیت ہے۔ یہ سال، شیشم، ہوا، کرم، کونج، ساگوان، کھیر، کیندو، بیل، پلاس، بیز، پانس وغیرہ سے ہرا بھرا جنگل ہے۔ یہاں کچھ قسم کے ارکڈ (ORCHID) بھی ملتے ہیں۔ ویسے تو یہ سال بھر دیکھنے کے لائق ہے، پر بارش کے بعد یعنی اکتوبر سے مئی تک یہ خاص طور سے دیکھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ بارش کے بعد ہریالی کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور بادلوں سے پاک آسمان کافی نیلا دکھائی دینے لگتا ہے۔ موسم بہار کا اپنا ہی مزہ ہے جب میوے کی خوشبو سے جنگل مرست ہو کر جھومنے لگتا ہے۔ سیل کے کپاس بنج کے ساتھ دور دور اڑتے ہیں اور سال کے پھول پھر کی طرح گھومتے ہوئے انچے آسمان میں چلے جاتے ہیں۔ پلاس کے پھولوں کی بہار دیکھنے میں آتی ہے لگتا ہے جیسے جنگل میں آگ لگ گئی ہے۔ باقی درخت خزاں کے بعد اپنے تن بدن پر نئی کونپلوں کو بڑھتے دیکھتے ہیں جس سے



جنگ کر کے ان کے پھیلاؤ کو روکا بلکہ ان کے علاقے سے ٹیکس بھی وصول کیے۔ ان راجاؤں نے دو قلعے بنوائے جنہیں آج نیا اور پرانا قلعہ کہا جاتا ہے۔ پرانا قلعہ موٹی دیواروں سے بنا ہے لیکن اب کافی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ داخلی دروازے کے پاس بھی پہریلوں کے لیے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اندر خستہ حال سی ایک مسجد بھی ہے۔ اس قلعے میں اکثر شیر دکھائی دے جاتے ہیں۔ قلعے کی دیواروں پر سپاہیوں کے آنے جانے کا راستہ اور بند و نوں سے نشانہ لگانے کے لیے چھوٹے چھوٹے چھید بنا گئے ہیں فن تعمیر کے نقطہ نظر سے اس میں ہندو اور مسلم فن تعمیر کا میل ہے۔

نیا قلعہ ایک اونچے ٹیلے پر بنا ہوا ہے جسے تھوہی صدی میں مشہور چیر و راجہ ملتا رائے نے بنوایا تھا۔ اس میں دوہری دیواریں ہیں۔ ایک تین منزلہ اور ایک چار منزلہ محل ہے۔ ایک کونڈ ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک سرنگ ہے جو در شمال کی طرف ندی کے پار تک جاتی ہے۔ قلعے کی جنوبی دیوار جسے ناگپوری دروازہ کہتے ہیں اس پر بڑی شاندار نقاشی کی ہوئی ہے۔ اس پر فارسی اور سنسکرت کے الفاظ ابھرے ہوئے ہیں۔ پاس ہی کئی ٹوٹے چھوٹے ستون پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں ہی قلعوں میں درختوں کی بھرمار ہے۔ اگر بادل چھائے ہوئے ہوں۔ بجلیاں چمک رہی ہوں اور جراثیم چل رہی ہوں تو ماحول بڑا ہی پُر اثر لگتا ہے۔ اس طرح بیتلانیشنل پارک سیاحت کے نقطہ نظر سے اپنے اندر ڈھیروں چیزیں یکٹھرتے ہوئے ہے۔

ادھر تیزی سے بڑھتے ہوئے درختوں کی کٹائی اور جانوروں کے غیر قانونی شکار کی وجہ سے اس نیشنل پارک کی خوبصورتی تیر دھبہ لگ رہا ہے۔ اس علاقے میں ایم سی سی اور رنیر سینا کی سرگرمیاں کافی بڑھ گئی ہیں۔ اس وجہ سے یہاں آنے والے سیاحوں کی تعداد میں کمی آگئی (باقی صفحہ 35 پر)

30 تھی۔ شیر کبھی کبھی ہی دکھائی دے جاتے ہیں۔ یہاں ہاتھیوں کے کئی قتلے ہیں جو یہاں وہاں بھٹکتے رہتے ہیں۔ اکثر انہیں انسانوں کی دخل اندازی پسند نہیں آتی۔ ہری بھری گھاس کے بیچ گول گول اور کالی گریناٹ کی بیٹنوں اور ہاتھیوں میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ سیاحوں کو ہاتھیوں سے دور ہی رہنے کی صلاح دی جاتی ہے کیونکہ کئی بار یہ تشدد پسند ہو جاتے ہیں۔ بارہ سنگھا، سانہر، چیتل اور کئی طرح کے ہرنوں کے جھنڈ اکثر ہر جگہ دکھائی پڑ جاتے ہیں۔ رات میں ان کی آنکھیں جگنوؤں کی طرح چمکتی ہیں۔ جنگلی سور جھنڈ میں رہتے ہیں اور بڑے لڑاکو اور خطرناک ہوتے ہیں مگر سیاں کم نظر آتے ہیں۔ بندر اور رنگور درختوں پر کوند پھاند کرتے نظر آتے ہیں۔ سیار، خرگوش اور کئی طرح کے جانور چوکنے ہو کر گھومتے نظر آتے ہیں۔ یہاں کئی قسم کے سانپ اور اجگر بھی ملتے ہیں۔ پرندوں میں ٹوی پرندہ مور اگر جھرنوں کے پاس اڑتے یا ناچتے ہوئے دکھائی پڑ جائیں تو سفر کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس جنگل میں گوریا، طوطا، بلیچ کے علاوہ کئی طرح کے رنگ برنگے چھوٹے بڑے پرندے ہیں، جن میں کئی ہجرت کرنے والے پرندوں کی بھی فہمیں پائی جاتی ہیں۔

دن کے وقت زیادہ تر جانور چھپے رہتے ہیں اس لیے انہیں دیکھنے کے لیے سب سے اچھا وقت رات کا پہلا یا آخری گھبراہٹ ہے۔ محکمہ جنگلات کی طرف سے گاڑی، روشنی اور گائیڈوں کا بھی انتظام ہے۔

آثار قدیمہ سے دمچپی رکھنے والوں کے لیے تاریخی اعتبار سے یہ جگہ کافی اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں سولہویں سترھویں صدی میں چیر و خاندان کے راجہ ہوئے ہیں جنہیں کئی بڑے طاقتور ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف مغلوں سے



# لائٹ ہاؤس ایلومینیم — ایک دودھیا دھات

عبدالودود انصاری، مغربی بنگال

660 ڈگری سینٹی گریڈ اور نقطہ جوش (B P) 2270 ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔

ایلومینیم کے بارے میں جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس کی صحیح جانکاری کے بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں ہے۔ اس سلسلے سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے آج سے کوئی دو ہزار سال قبل کی بات ہے کہ جب تیسرے (TIBERUS) بادشاہ روم میں حکمرانی کر رہا تھا تو اس کے دربار میں ایک شخص نے ایلومینیم کا بنا ہوا بڑا سا پیالہ بادشاہ کو تحفے میں دیا۔ اس شخص نے ایک ایسا کارخانہ قائم کر رکھا تھا جہاں وہ ایلومینیم کو کچ دھات (ORE) سے ایلومینیم حاصل کرتا تھا۔ بادشاہ نے ایلومینیم سے بنی چیز کو پہلی بار دیکھا اور کافی پسند کیا۔ اس شخص سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے یہ پیالہ کہاں سے حاصل کیا اس نے کہا حضور مٹی کے اندر سے کچھ ڈلے حاصل کرتا ہوں پھر اس سے اس دھات کو الگ کر کے پیالے و دیگر سامان بنا کر لاتا ہوں۔ بادشاہ نے سوچا اگر یہ شخص ایلومینیم سے سامان بنا کر لاتا تو اس کے خزانے میں موجود چاندی اور سونے کی قدر و قیمت میں کمی آجائے گی۔ لہذا اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اس کے کارخانہ کو برباد کر کے اس شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

ایلومینیم دھات کو باضابطہ طور پر دریافت کرنے کا پہلا جرمن سائنس دان اورسٹڈ (OERSTED) کے سر جاتا ہے۔ انھوں نے 1828ء میں اس دھات کو اس کے کچے دھات (ORE) سے جدا کرنے کے طریقے پر ایک مقالہ

ایلومینیم ایک ایسی دھات ہے جس کا استعمال انسان زمانہ قدیم سے ہی کرنا چلا آ رہا ہے۔ یا یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ انسان کی عملی خدمت کرنے میں لوہے کے بعد اگر کسی دھات کا نمبر ہے تو وہ ایلومینیم ہے۔ گھریلو سامان میں گلاس، پلیٹ، چمچے وغیرہ کے سوا فرنیچر، دروازے، کھڑکیاں، ہوائی جہاز کے پرزے، ریل گاڑیوں، رینگوں، جنگوں میں ٹینک حتیٰ کہ خلائی سیارچوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ بس سمجھئے کہ دنیا میں کوئی ایسی صنعت نہیں جہاں ایلومینیم استعمال نہ ہو رہا ہو۔ ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں تو لوہے اور فولاد کے بعد سب سے زیادہ استعمال ہونے والی دھات ایلومینیم ہے اور کم و بیش یہی حال دیگر ممالک کا ہے مگر اس کا رکنہ دھات کالمیہ یہ ہے کہ کوئی بھی اس دھات کی دریافت کی صحیح صحیح تاریخ بتانے سے قاصر ہے اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ قدرتی طور پر آزاد حالت میں نہیں پائی جاتی بلکہ آکسیجن کے ساتھ عمل کر کے انتہائی قیام پذیر مرکب ایلومینیم آکسائیڈ بناتی ہے۔ شروع شروع میں انسانی نے چٹگری (ALUM) کا استعمال مختلف طریقوں سے کیا جس کے اندر ایلومینیم وافر مقدار میں موجود ہے ویسے ایلومینیم کو باضابطہ طور پر 1827ء میں غنصر سلیم کیا گیا۔ یہ بہت قیمتی پتھروں مثلاً لعل (RUBY) یا قوت (GARNET) نیرد فیروزہ وغیرہ میں بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کی سائنسی علامت AL ہے۔ اس کا جوہری نمبر 13 اور جوہری وزن 26.98 ہے۔ اس کا نقطہ پگھلاؤ (M P)



طشتریاں بھی اسی دھات کی بنائی جاتیں۔

یہ ہلکی مضبوط، چمکدار اور قیام پذیر مہوڑے کی وجہ سے کارآمد دھات ہے۔

ایلو مینیم کا یونٹ وزن لوہے اور تانبے سے محض ایک تہائی ہے لیکن بہت ساری خوبیوں کی بنا پر ہر دو دن دھاتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ ایلو مینیم کی پتلی پرت کو ایلو مینیم کا ورق (ALUMINIUM FOIL) کہتے ہیں۔ تانبے یا لوہے کی طرح ایلو مینیم خود بخود ایک قدرتی مغز دھات کی صورت اختیار نہیں کر لیتا بلکہ جب بھی یہ ملتا ہے، دوسرے عناصر کی آمیزش کے ساتھ ملتا ہے۔ ایلو مینیم کے ساتھ جن دھاتوں کی عام طور پر آمیزش کی جاتی ہے ان میں تانبہ، سیلیکان، کرومیم، جستہ، میگنیشیم، نکل، ٹٹانیم اور لوہا خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان میں کوئی بھی دھات جب ایلو مینیم کے ساتھ ملتی ہے تو اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

ایلو مینیم کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ غذاؤں میں دھماکوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ ضائع ہونے نہیں دیتا ہے۔ اسی لیے اس کے ورق کا استعمال بسکٹ، چاکلیٹ اور دواؤں کی پیکنگ میں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ دودھ کی بوتلوں اور دوائیوں کی شیشیوں میں کارک ایلو مینیم کے بنے ہوتے ہیں۔ المونیم بجلی کا عمدہ موصل (GOOD CONDUCTOR) ہے اسی لیے اس سے بجلی کے تار بنائے جاتے ہیں، یہ اتنا ہلکا ہوتا ہے کہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے۔ اسی لیے بجلی کے تاروں میں یہ تانبے کا عمدہ بدل ہے ایلو مینیم کی خصوصیت ہے کہ اس میں زنگ نہیں لگتا ہے کیونکہ جب اسے کھلی ہواؤں میں چھوڑ دیا جاتا ہے تو یہ آکسیجن سے تعامل کر کے اپنی سطح پر ایک ہلکی پرت ایلو مینیم آکسائیڈ کی بنالیتا ہے جس کی بنا پر یہ زنگاری سے محفوظ

لکھا۔ شروع شروع میں وہ بہت قلیل مقدار میں ہی ایلو مینیم تیار کر پاتا تھا مگر وہ مسلسل کوشش کرتا رہا اور تقریباً 18 سال کی جدوجہد کے بعد وہ اس دھات کا ایک بہت بڑا ڈالابننے میں کامیاب ہو گیا تاہم اس کے بتانے ہوئے طریقے سے اعلیٰ پیمانے پر ایلو مینیم دھات بنانا ناممکن نہ تھا۔ 1854ء میں فرانس کے سائنس دان کلیئر ڈیویل (CLAIRE DEVILLE) نے اس دھات کی تیاری کے ایسے طریقے دریافت کر لیے کہ جن سے ایلو مینیم زیادہ مقدار میں حاصل ہونے لگا۔ اس کو دیکھ کر فرانس والوں نے مشہر کر دیا کہ ایلو مینیم فرانس کی ایجاد ہے جرمنی کی نہیں، جو کہ سراسر غلط ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی پیداوار میں اضافہ ہوتا گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ لوہے کے بعد سب سے زیادہ مقدار میں اس کی تیاری ہونے لگی ایک ٹینے کے مطابق ایلو مینیم کی ایجاد کے پچاس سال بعد تقریباً ہر سال 15 ٹن دھات حاصل ہوتا تھا مگر آج اس کی مقدار تقریباً 35 لاکھ ٹن سے بھی زیادہ ہے۔ جب تک ایلو مینیم اعلیٰ اور صنعتی طور پر تیار نہیں ہوا تھا اس وقت تک اس کی قیمت سونے سے بھی زیادہ تھی۔ 1854ء میں ایک اونس کی قیمت چڑھ 5 پاؤنڈ تھی۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کی قیمت 130 گنا کم ہو گئی اور ایک ٹن کی قیمت 85 پاؤنڈ ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ قدیم زمانے میں یورپ کے بادشاہ اپنے لباسوں میں ایلو مینیم کے ٹن استعمال کرتے تھے۔ فرانس کے بادشاہ نیپولین سوم کو جب اس دھات کا علم ہوا تو بہت خوش ہوا اس نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ اس کی تمام فوجوں کے لیے خود اور زرہ بکتر ایلو مینیم کے بنائے جائیں اور اس مقصد کے لیے اس نے ایک کثیر رقم خرچ کی پھر فرمان صادر کیا کہ شاہی مہمانوں کے لیے چیمے، کلاشے، چھریاں اور



## حقیقت: جنگل، جانور۔۔۔

ہے۔ یہ بارشیاں ہی درختوں کی کٹائی اپنے ہتھیاروں کو خریدنے کے لیے کرتی ہیں۔ کبیر کی لکڑی کو ابال کر اس سے حاصل شدہ عرق سے کھتا تیار کیا جاتا ہے جو کہ پان میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ساگوں کی لکڑی عمارتی کاموں اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے۔ یہ لکڑی کافی مہنگی ہوتی ہے۔ ان درختوں کی کٹائی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ جانوروں کا شکار ان کی کھالوں کو حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ شیر کی کھال یہاں چار ہزار روپے سے لے کر سات ہزار روپے تک میں آسانی سے مل جاتی ہے۔ اس کھال کی قیمت کلکتہ یا دہلی میں ستر ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک ہے۔ اسی طرح کئی اور جانوروں کی کھالیں بھی یہاں آسانی سے دستیاب ہیں۔

اورنگانندی پر بننے والے باندھ کی وجہ سے بھی یہاں کے جنگل ایکسو سکسٹم پر کافی اثر پڑا ہے۔ فی الحال یہ پروجیکٹ یہاں کے مقامی لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے۔ کروڑوں روپے کی سہیلیں بیکار پڑی پڑی زنگ آلود ہو چکی ہیں۔

اگر یہاں انتظامیہ سخت ہو جائے اور حکمہ جنگلات کے ملازم ایمانداری سے کام کرنے لگیں تو اس نیشنل پارک کے قدرتی ماحول کو برقرار رکھا جاسکتا ہے اور اس کی خوبصورتی کو بھی برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

رہتا ہے۔ اسی خوبی کی بنا پر گھریلو برتن عام طور پر ایلومینیم کے بنے ہوتے ہیں۔ ایلومینیم اتنی سستی دھات ہے کہ اسے غریبوں کی دھات بھی کہا جاسکتا ہے۔

ایلومینیم کی چادریں گھروں کی چھتوں کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ آج سے کوئی نوے سال قبل اس کی چادروں سے ایک چھت بنائی گئی تھی، جسے آج تک مرمت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ چند سال قبل ایلومینیم سے دھاگے بھی تیار کیے جاتے تھے۔ فابریکے دھاگوں پر اگر ایلومینیم کی پرت چڑھا کر چادر کی شکل میں بنالیا جائے تو یہ کمرہ کو ٹھنڈا اور گرم دونوں رکھ سکتا ہے اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایلومینیم انٹرکنڈریشننگ کا بدل بھی ہے۔ یوگوسلاویہ میں اس طرح کے فابریکی۔ بنی چادریں کبل کے طور پر استعمال ہوتی ہیں جو سردی اور گرمی دونوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ ایسے کبل کا وزن صرف 55 گرام ہوتا ہے جو سیکریٹ کی پیکٹ میں سما جاتا ہے۔ اس طرح کا لباس پھروں اور انجینروں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

آج کل ایلومینیم کی مانگ اس قدر بڑھ گئی ہے کہ سائنسدان اسے چاند کی سطح پر تلاش کر رہے ہیں اور اس معاملہ میں پیش رفت بھی ہوئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق چاند کے ایک ہی کٹر علاقے میں تقریباً 100 ٹن ایلومینیم موجود ہے۔ اگر سائنسدانوں کی کاوشیں جاری رہیں تو ہو سکتا ہے کہ ایلومینیم وافر مقدار میں چاند سے بھی حاصل ہونے لگے۔

نگلنڈا میں "سائنس" کے تقسیم کار: **ابن غوری**

مولانا محمد علی جوہر اسٹریٹ، نگلنڈا (اے۔ پی)۔ 508001

حیدرآباد کے گرد نواح میں شمس لیجنسی  
ماہنامہ سائنس کے تقسیم کار

831-3-5 گورنمنٹ محل روڈ، حیدرآباد۔ 500012  
فون نمبر: 4732386



# خلاتی سفر

ڈاکٹر انیس عالم

صرف بہت مختصر سا ابتدائی حصہ ہی زمین کی فضا میں ہوتا ہے  
بقیہ تمام حصہ خلا سے گزر رہا ہے۔

لیکن تم خلا سے اسی طرح پھلانگ کر گزر سکتے ہو  
جیسے کسی کھانی کو پھلانگ جاسکتا ہے۔

بڑے عرصے تک لوگوں کو یہی نہ معلوم تھا کہ  
ایسا کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ہم کس طرح اپنی رفتار بڑھائیں  
اور پھر آخری دفعہ زور لگا کر زمین کی کشش سے آزاد ہو کر  
دوسرے سیاروں تک جا پہنچیں۔ پھر مختار روسی سائنس دان

کانسٹنٹن ٹسولکوفسکی (Konstantin Tsiolkovsky) نے  
اپنی تحقیق کے بعد اعلان کیا کہ صرف راکٹوں کے ذریعے ہی

دوسرے سیاروں پر پہنچا جاسکتا ہے۔ راکٹ صرف  
چند منٹوں ہی میں ایندھن کی بہت بڑی مقدار صرف

کر لیتے ہیں۔ بہرہ بنادینے والی جنگھاڑ کے ساتھ راکٹ  
کے نیچے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور پھر ایک ناقابل یقین  
توت کے ساتھ راکٹ کو اوپر کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

ایک چھوٹا خلائی راکٹ بھی ان ہزاروں ڈیزل انجنوں  
سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے جو طویل ترین بھاری ریل گاڑیوں

کو کھینچنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔  
اپنی حیران کن توت کے ساتھ بھاری راکٹ بڑی

آسانی سے زمین کے حلقہ اثر سے نکل کر اپنی رفتار بڑھاتا  
ہے۔ چند ہی منٹوں میں وہ بادلوں سے نکل کر زمینی فضا کو

چھوڑ کر خلا میں داخل ہو جاتا ہے۔ اب وہ اپنی رفتاریں  
بے تحاشہ اضافہ کرنے میں مکمل آزاد ہے۔ اب وہ تیز ترین

جیٹ جہازوں سے بھی پچاس گنا رفتار سے پرواز  
کر رہا ہے۔

ایک بار جب راکٹ اپنی ناقابل یقین رفتار کے  
ساتھ زمین کی فضا سے باہر نکل آتا ہے تو پھر اس کے آگے

نسبتاً خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس نے اپنی پھلانگ لگائی ہے  
اور اب وہ خلا میں اس طرح پرواز کرے گا جیسے کوئی پتھر

زمین پر نصب دوربینوں کی مدد سے سیاروں کا  
مشاہدہ کرنا دشوار ہے۔ لوگوں نے ہمیشہ ہی خواہش کی ہے کہ

وہ بنفس نفیس وہاں جائیں، ہر شے اپنے ہاتھوں سے چھریں  
خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے ہر آواز کو سنیں۔

یہ معلوم کرنا بڑا ہی دلچسپ ہو گا کہ کیا ان سیاروں  
پر کسی قسم کے پردے، جانور یا زندگی کی کوئی اور قسم اپنا

وجود رکھتی ہے۔ کسی اور سیارے سے آئی ہوئی ذی عقل  
ہستی سے ملنے میں لوگ خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔

وہ کیسے ہوں گے، کیا ہم جیسے ہوں گے یا نہیں؟  
سیارے وسیع لامحدود خلا میں چھوٹے جزیرے

ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے کروڑوں میل کے فاصلے پر  
ہیں۔ ہم ایک سیارے سے دوسرے سیارے پر کیسے

جاسکتے ہیں؟ اور آخر ہم کس میں جائیں گے؟  
یہ تو آپ کو علم ہو گا کہ ہوائی جہاز اور ایئر شپ اس

قسم کے سفر کے لیے ناموزوں ہیں۔ ایئر شپ ہوا میں تیرتے  
ہیں اور ہوائی جہاز اڑنے کے لیے ہوا پر انحصار کرتے ہیں۔

وہ صرف اتنی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں جہاں ہوا اور فضا  
ضروری حد تک کثیف ہو۔ جب فضا بالکل ہی لطیف ہو کر

ختم ہو جاتے تو پھر اس میں پرواز ممکن نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ  
ہم اگر ایک درخت پر چڑھیں تو صرف اتنی بلندی ہی تک

پہنچ سکتے ہیں جہاں تک درخت فضا میں بلند ہے۔  
دوسرے سیاروں کی طرف پرواز کرتے ہوئے سفر کا





کھائی کے اوپر سے گزر جاتے۔

پتھر ایک سیدھے خط میں پرواز نہیں کرتا بلکہ ایک قوس بناتا ہوا زمین پر گرتا ہے۔ راکٹ بھی خلا میں سیدھی پرواز نہیں کرتا بلکہ اس کا رخ بھی سورج کی طرف جھک جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ راکٹ کو چلانے سے پہلے اس کی راہ کا تعین اس طرح کیا جاتا ہے کہ جب وہ اپنی پرواز کے دوران اپنا رخ سورج کی طرف موڑے تو اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جس ستارے پر وہ جانے کی تیاری کر رہا ہے آخر وہ بھی تو اپنی جگہ ساکن نہیں ہے۔ وہ بھی سورج کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ راکٹ کو خلا میں بھیجتے ہوئے اس طرح کا انتظام کیا جائے کہ وہ چند ماہ میں اپنے سفر کے اختتام پر مقصود ستارے پر پہنچ سکے۔

یہ خاصا پیچیدہ مسئلہ ہے لیکن سائنسدانوں نے اسے حل کر لیا ہے۔ صرف تیس سال پہلے ہی 1957ء میں روس نے اپنے شہر بیکانور سے دنیا کا اول ترین مصنوعی سیارہ خلا میں بھیجا تھا اور اس کے دو سال کے بعد ہی انسان خلائی جہازوں میں چاند کا رخ کر رہے تھے۔ روسی خلائی راکٹ لونہ 2 نے چاند کی سطح پر ایک پرچم (pennant) نشانی اتاری۔ اس کے بعد سے روسی اور امریکی بین الاقوامی خلائی اسٹیشنوں کے ذریعے ایکے بعد دیگرے خلا کی چھان بین کر رہے ہیں۔ 1969ء میں پہلا خلا باز چاند کی سطح پر اترا، خلائی اسٹیشن عطارد، چاند، زہرہ، مریخ اور مشتری کے قریب سے گزرے ہیں۔ کچھ خلائی جہاز چاند، زہرہ اور مریخ کی سطح پر بھی اترے ہیں۔ چاند کی سطح سے وہاں کی چٹان اور مٹی کے بہت سے نمونے روسی اور امریکی خلائی جہاز لے کر زمین پر گئے ہیں۔ روسی خلائی اسٹیشن کو کھودنے میں ہینز چاند کی سطح پر مڑ گشت کی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب آپ کا جی چلے، آپ راکٹ پر بیٹھ کر کسی دوسرے سیارے جیسے مریخ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

انسان بہت ہی نازک اور حساس ہوتا ہے۔ اسے خلا میں بھیجنے کے لیے اتنی ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جتنی کہ ایک نادر روزگار اچھوتی پھولی کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے۔ اسے پہلے ایک پانی سے بھرے جار میں ڈالا جاتا ہے، اسے خوراک دی جاتی ہے اور مسلسل اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ نہ تو برتن کا پانی اچھلے، نہ کم ہو، نہ زیادہ گرم ہو اور نہ آلودہ ہو۔

خلائی جہاز بھی خلا باز کے لیے ہوا کا ایک جارچہ اور اس جار میں خلا بازوں کے لیے موزوں حالات (ہوا کا دباؤ، درجہ حرارت، رطوبت وغیرہ) برقرار رکھنے کے لیے کہیں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نسبتاً پھولی کو اس کے جار میں صحیح سلامت رکھنے کے لیے۔

یہی وجہ ہے کہ شروع ہی سے سائنسدانوں نے خلا میں انسان کو صرف انتہائی غیر معمولی وجوہات ہی کی وجہ سے بھیجا ہے، ورنہ انھوں نے جہاں تک ممکن ہو خود کار خلائی اسٹیشن بھیجنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

پہلے پہل خود کار خلائی اسٹیشنوں ہی کو خلا کی چھان بین کے لیے بھیجا جاتا ہے اور جب یہ اسٹیشن ضروری معلومات حاصل کر لیتے ہیں تو پھر انسان کو بھی بھیجا جاتا ہے۔ آخر کار غیر ضروری خطرات مول لینے کی ضرورت بھی کیا ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ جب تک خود کار اسٹیشنوں سے مقررہ علاقے کا تمہیدی معائنہ

(باقی صفحہ 43 پر)



# دواؤں کے نام

ڈاکٹر عابد معز  
ریاض - سعودی عرب

ضروریات اکٹھا کی جاتی ہیں۔ یہ کیٹیگری دواؤں کے استعمال کی اجازت بھی صادر کرتی ہے۔

سرکاری قریبا دینی کیٹیگری ہر دوا کا ایک آسان نام بھی رکھتی ہے۔ اس نام کو سرکاری یا منظور شدہ (OFFICIAL OR APPROVED NAME) یا غیر مالکانہ (NON-PROPRIETARY NAME) نام کہتے ہیں۔

NON-PROPRIETARY سے مراد یہ ہے کہ کوئی کمپنی یا ادارہ اس نام کو نہ تو پٹنٹ (PATENT) اور نہ ہی رجسٹرڈ اسکتی ہے۔ بالفاظ دیگر اس نام سے مالکانہ حقوق حاصل نہیں کیے جاسکتے۔

دوا کے سرکاری نام کے آگے حلی حروف سے اشارہ دیا جاتا ہے کہ یہ دوا کس ملک کی قریبا دین یا قریبا دینی کیٹیگری سے منظور شدہ ہے۔ مثال کے طور پر کسی دوا کے نام کے بعد ۱۰P

(INDIAN PHARMACOPEIA) دیکھنے کا مطلب ہے کہ یہ دوا ہندوستانی قریبا دین کے مطابق ہے۔ اسی طرح سے B.P (BRITISH PHARMACOPEIA) اور U.S.P (U.S. PHARMACOPEIA) بالترتیب برطانیہ اور امریکہ کے قریبا دینی کیٹیگری سے اجازت یافتہ ہونے کی اطلاع دیتے ہیں۔

عموماً سرکاری نام کیٹیگری نام کی مدد سے بنایا جاتا ہے۔ سرکاری نام سے اکثر و بیشتر کیٹیگری گروپ کا پتہ چلتا ہے۔ اسی لیے سرکاری نام کو GENERIC NAME (پیداہائشی یا خاندانی نام) بھی کہا جاتا ہے۔

اوپر کیٹیگری نام کی مثال کے لیے دی گئی دوا کا سرکاری نام PHENYL BUTAZONE (فنیل بوتازون) ہے۔ چند دواؤں کو مختلف کیٹیگریوں نے الگ الگ نام دیئے ہیں

تکالیف کے ازالہ کے لیے ہم ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں ڈاکٹر معائنہ اور تشخیص کر کے دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ دواؤں کو ہم فارمیسی یا دواؤں کی دکان سے خریدتے ہیں۔ دواؤں کے مختلف نام ہوتے ہیں اور بازار میں ہزاروں نام کی دوائیں ملتی ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک ہی دوا مختلف نام سے ملتی ہے۔ دواؤں کی شناخت تین زمروں میں مختلف ناموں سے ہوتی ہے۔ آئیے دیکھیں وہ تین زمرے کون سے ہیں۔

کیمیائی نام (CHEMICAL NAME)

دوائیں کیمیائی مرکبات ہوتی ہیں، اسی لیے ہر دوا کے ایک مخصوص کیمیائی نام سے پتہ چلتا ہے کہ دوا کس قسم اور نوعیت کا کیمیائی مرکب ہے۔ یہ نام خاصا بڑا اور پیچیدہ ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر 4-BUTYL-3,5-DIOXO-DIPHENYL PYRAZOLIDINE ۱ و ۲ یہ صرف ایک دوا کا نام ہے۔ اسے پڑھنے اور یاد رکھنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ دراصل کیمیائی نام دواساز یا کیمسٹ (CHEMIST) کے لیے ہوتا ہے۔ کیمیائی نام دوائیں تجویز کرنے یا دوائیں حاصل کرنے کے لیے قطعی مناسب نہیں ہے۔

سرکاری نام (OFFICIAL NAME)

ہر ملک میں ایک سرکاری قریبا دینی کیٹیگری (OFFICIAL PHARMACOPEIAL COMMITTEE) ہوتی ہے جو اس ملک کی قریبا دین یا کتاب الادویہ (PHARMACOPEIA) مرتب کرتی ہے۔ قریبا دین میں دواؤں کے تعلق سے مکمل معلومات اور انھیں تیار کرنے کی ہدایات اور



مجھے استعمال ہوتے ہیں۔ نسخہ میں دوا دو سے زائد دوائیں موجود رہتی ہیں۔ کمپنیاں نام کے ساتھ فارمولا بھی رجسٹر کرواتی ہیں۔ نزلہ، زکام اور کھانسی کی دوائیں اس کی عام مثال ہیں۔ دواؤں کے لیبل پر تجارتی نام کے ساتھ سرکاری نام، نسخہ یا فارمولا اور دیگر تفصیلات جیسے دوا کی خوراک، ضمنی اثرات، تاریخ پیدوار (MANUFACTURING DATE) اور تاریخ اختتام (EXPIRY DATE) وغیرہ درج ہوتی ہیں۔

تقریباً سبھی ڈاکٹر دواؤں کو تجارتی ناموں سے تجویز کرتے ہیں۔ مختلف کمپنیوں کے نمائندے ڈاکٹر کے پاس آتے ہیں۔ آپ نے کبھی ڈاکٹر کے مطب میں ٹائی باندھے، مخصوص پیگ لیے خوب روٹی نمائندوں (MEDICAL REPRESENTATIVE) کو دیکھا ہوگا۔ ٹیٹا نمائندے ڈاکٹر کو کمپنی کی تیار کردہ دواؤں کی خوبیاں گنا کر انھیں تجویز کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مختلف دوا ساز کمپنیوں میں دواؤں کی بکری کے لیے مقابلہ بھی رہتا ہے۔

دواؤں کے کئی ناموں کی مثال نیچے دیئے گئے جدول میں دی گئی ہے۔

### سرکاری بمقابلہ تجارتی نام

بازار اور فارمیسی میں دوائیں سرکاری اور تجارتی ناموں سے ملتی ہیں۔ سرکاری نام والی دوا تجارتی ناموں کی بہ نسبت سستی ہوتی ہے۔ مختلف نام کے ساتھ ایک ہی دوا ہوتی ہے لیکن تجارتی ناموں سے بکنے کے لیے اشتہار بازی اور ترغیبی اقدامات کی ضرورت پڑتی ہے جس کے سبب ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

سرکاری نام کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس نام سے دوا

جیسے ACETAMI- اور PARACETAMOL

NOPHEN- ایک ہی دوا کے دوسری نام ہیں۔ عالمی سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں کہ ایک ہی دوا کے مختلف سرکاری ناموں کی انجمن سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اب ایک دوا، ایک سرکاری نام (ONE DRUG, ONE OFFICIAL NAME) کی پالیسی وضع کی گئی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر دوا کا سرکاری یا NON-PROPRIETARY نام کو (INN) = INTER-NATIONAL NON-PROPRIETARY NAME کہا جاتا ہے۔

علم طب اور علم ادویہ کی کتابوں اور ڈاکٹر اور دوا ساز (فارماسٹ) کی تعلیم میں دواؤں کے سرکاری یا جینیٹک استعمال ہوتے ہیں۔ طبی رسالے اور ادارہ عالمی صحت اور دوسرے بین الاقوامی ادارے بھی سرکاری نام ہی استعمال کرتے ہیں۔ سرکاری نام سے دوائیں تجویز کی جاسکتی ہیں لیکن ڈاکٹر برادری میں تجارتی ناموں کو فریقت دی جاتی ہے۔ عالمی سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں کہ دوائیں سرکاری نام سے تجویز کی جائیں۔

### تجارتی نام (PROPRIETARY NAME)

سرکاری نام کے علاوہ دوائیں بازار میں تجارتی ناموں سے بھی ملتی ہیں۔ ایک دوا کو مختلف دوا ساز کمپنیاں مارکٹ میں فروخت کرتی ہیں۔ ہر کمپنی دوا کا اپنا ایک مخصوص نام رکھتی ہے۔ اس نام کو کمپنی ملک کے تجارتی ادارے میں رجسٹر کرواتی ہے۔ اسی لیے تجارتی

نام کو مالکانہ نام (PROPRIETARY NAME)

یا تجارتی نام (TRADE NAME) کہا جاتا ہے۔ مثال کے لیے دی گئی دوا فائل بوتازون کو مختلف کمپنیاں بناتی ہیں چند تجارتی نام یہ ہیں: BUTAZOLIDINE, BUTACOTE, BUTAZONE, FLEXAZONE-

تجارتی نام میں ضروری نہیں ہے کہ صرف ایک ہی دوا ہو تجارتی ناموں میں دواؤں کے مختلف نسخے (FORMULATIONS)



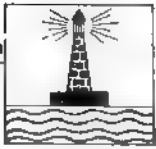
نقصان ہو سکتا ہے۔ اس لیے بھی سرکاری نام سے دوائیں تجویز کرنے کی وکالت کی جاتی ہے لیکن ایسا کرنا مختلف وجوہات کے سبب ممکن نہیں ہے۔ فی الحال تو ڈاکٹر کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ دواؤں کے نام خوشخط، واضح اور جلی حروف میں لکھیں۔ ایک ہی دوا مختلف تجارتی ناموں سے ملتی ہے۔ ان میں دوا تو ایک ہی ہوتی ہے۔ لیکن بعض مرتبہ اس دوا کا کیمیائی مرکب بننے کا طریقہ، خوراک اور دوسری باریکیوں میں معمولی سا فرق

کسی بھی مقام پر مل سکتی ہے۔ تجارتی نام مختلف ملکوں اور خطوں میں الگ الگ ہوتے ہیں لیکن سرکاری نام عموماً ایک ہی ہوتا ہے۔ دوسرے ملک کا سفر کرنے والوں کو چاہئے کہ ڈاکٹر سے اپنے دواؤں کے تجارتی نام کے ساتھ سرکاری نام بھی لکھوائیں، یا معلوم کر لیں تاکہ نئے مقام پر دواؤں کے حصول کے لیے پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔

Proprietary Name / تجارتی نام	Official Name / سرکاری نام	Chemical Name / کیمیائی نام
Antidep, Depsol, Deprinol, Depranil, Depsonil-DZ, Depsonil PM, Prazep, Surphix, Tancodep, Tofranil, وغیرہ وغیرہ۔	Imipramine	3-(10, -dihydro-SH-Dibenz [b,f]-azepin-5yl) propyldimethylamine
Bren, Brenlax, Brufen, Brufex, Combiflam, Emflam, Fenceta, Fenlung, Ibucon, Ibugesic, Ibuflamar, Iburn, Imol, Lederflam, Paraflex, Robiflam, Subdu, Tabalon, Zupar وغیرہ وغیرہ۔	Ibuprofen	p Iso butyl hydratropic acid
Adol, Actimol, Analgic, Beserol, Cetal, Calpol, Crocin, Dolomol, Pacimol, Pamol, Panadol, Remidol, Revanin, Salzone, Tylenol, وغیرہ وغیرہ۔	Paracetamol Acetaminophen	N-phenylacetamide

بہتا ہے جس سے دوا کی کارکردگی پر فرق آتا ہے۔ تجارتی ناموں سے دوائیں بھیجے کا یہ ایک فائدہ بتلایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کو جب تجارتی نام سے کوئی دوا تجویز کرتا ہے تو فارمیسی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس نام کی دوا دے۔ بعض دکاندار دوسری کمپنی کی دوا یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ ”یہ وہی دوا ہے“ ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے کہ ڈاکٹر اپنے تجربے اور مشاہدے سے کسی بنیاد پر اس نام کی دوا کو بہتر سمجھتا ہے۔

ایک ایک دوا کے کئی تجارتی نام ہونے سے دواؤں کے بیشمار نام ہو گئے ہیں۔ ہندوستان میں ساٹھ ہزار سے زیادہ تجارتی ناموں سے دوائیں ملتی ہیں۔ ناموں کی بہتات کے سبب بعض نام بہت ملتے جلتے ہیں۔ مثال کے طور پر تین مختلف دواؤں کے نام DANOL اور DE NOL DAONIL ہیں اور دو مختلف دواؤں کے نام LOSEC اور LASIX ہیں۔ غلطی سے ایک کے بجائے دوسری دوا کے استعمال سے



## کاش ہوتی مرے قابو میں زمیں کی گردش وہی ہاشمی

شق اگر آدمی جوہر کا سینہ کرتا  
ارتقا کے وہ تقاضوں کو نہ پورا کرتا

قدّہ جوہر ہوہم میں معنی ہے حیات  
یوں نہ ہوتا تو مسلسل وہ نہ گھومتا کرتا

اس کی فطرت ہی تین تین جہاں کا ہے جزوں  
ورنہ انساں مہر ویرا کی نہ دورہ کرتا

ہوگئی ہے کشش ارضی ولی کچھ کمزور  
ورنہ چکر میں خلا کے نہ لگا یا کرتا

کاش ہوتی مرے قابو میں زمیں کی گردش  
جب کبھی چاہتا میں وقت کو روکا کرتا

## اسلام اور ماحولیات

● ایک مسلم پر ماحول کے تئیں کیا ذمہ داریاں ہیں ؟  
● اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے سے روکتا ہے۔ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا — کیا ہوا میں زہریلی گیس خارج کرتا، پانی میں اپنی یا اپنے کارخانے کی گندگی بہانا یا اپنے گھر، دکان یا کارخانے کی غلاظت کو باہر پھینکتا اور پھیلانا فساد پھیلانے کے مترادف نہیں ہے ؟

● اللہ زمین والوں پر رحم کرنے کی تلقین فرماتا ہے — کیا ہم ماحول کو آلودہ کر کے زمین والوں پر رحم کر رہے ہیں ؟  
● اللہ ظلم سے منع فرماتا ہے۔ ظالم کو ناپسند کرتا ہے — کیا ہم اپنے کارخانوں میں کام کرنے والوں کی یا اپنے دیگر ملازمین کی صحت کا خیال رکھتے ہیں ؟ کیا ہم نیکل پالش کے کارخانوں میں برف لگانے والے اور تیزاب کے ٹینک پر کام کرنے والے مزدوروں کی بیماری کے ذمہ دار نہیں ہیں ؟ ایسے ہی بہت سے کارخانوں میں مزدوروں کو مزدوری کے ساتھ دائمی روگ اور بیماریاں بھی ملتی ہیں۔ کیا ہم ظالم نہیں ہیں ؟

علماء کرام، طلباء اور سبھی قارئین سے درخواست ہے کہ ان مسائل پر غور کریں اور اسلام اور ماحولیات کے موضوع پر اپنی تحریروں ہمیں روانہ کریں۔

انشار اللہ جون 1999ء کا شمارہ "اسلام اور ماحولیات نمبر" ہوگا

آئیے اسے ایک تاریخ ساز دستاویز بنائیں کہ شاید اس سے ہمارے بھائیوں کو ہدایت ملے

مدیں



# کب کیوں کیسے

ادارہ

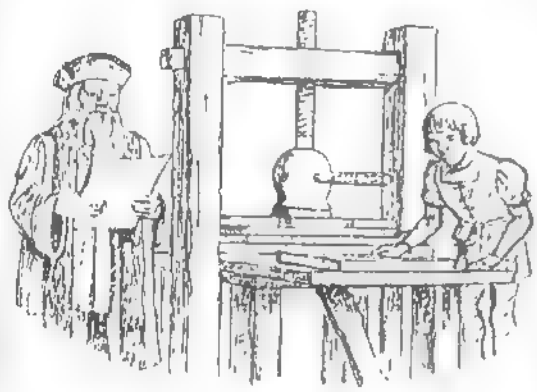
## چھپائی کا آغاز کب ہوا؟

تقریباً ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ چین میں ایک لڑکا تھا جسے کتابیں پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ غریب تھا۔ اس لیے اپنے دوستوں سے مانگ کر کتابیں پڑھتا تھا۔ ان دنوں تمام کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ اس لیے ان کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ اس لڑکے کے دوست اپنی بہت ہنگی ہنگی کتابیں مستعار دینا پسند نہیں کرتے تھے اور اس بیچارے کو عموماً شرمندگی اٹھانا پڑتی۔ اس کے باوجود یہ باہمت لڑکا دل برداشتہ نہیں ہوا۔ اس نے پڑھنا جاری رکھا اور فیصلہ کیا کہ ”جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو ان کتابوں کے سلسلے میں کچھ کروں گا“ بعد میں اس لڑکے نے چھپائی ایجاد کی۔

ابتداء میں کاریگر کتاب کے الفاظ ایک لکڑی کے بلاک پر کھودتے تھے۔ بعد میں اس بلاک سے لفظ چھاپے جاتے۔ کچھ عرصے بعد کاریگروں نے ہر لفظ کا الگ الگ بلاک بنالیا۔ ضرورت کے مطابق ان لفظوں کو بڑے بڑے بلاکوں کے شرکافوں میں جمادیا جاتا۔ اس طرح جدا جدا لفظوں کو بار بار استعمال کیا جاسکتا تھا کیوں کہ مختلف لفظوں کو جوڑ کر ہر طرح کے جملے بنائے جاسکتے تھے۔

چھپائی کے کام میں ایک بڑی ترقی اس وقت عمل میں آئی جب ایک شخص نے دھات کا ایسا ٹھپہ ایجاد کیا جو حرکت بھی کر سکتا تھا۔ دھات لکڑی سے زیادہ عرصے تک قابل استعمال رہتی تھی۔ کوریا کے لوگوں نے 1940ء میں حرکت کرنے والے دھاتی ٹھپوں کے استعمال سے ایک مکمل کتاب کی چھپائی کی۔

بعض لوگ چھپائی کی ایجاد کا سہرا گوٹن برگ کے سر باندھتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ اس نے چھپائی ایجاد نہیں کی، بلکہ اس سلسلے میں ایک اور اہم کام کیا۔ اس نے دھاتوں کو اس طرح ملایا کہ چھپائی کا معیار بڑھ گیا۔ نیز اس نے حروف کو شکل دینے کا آسان طریقہ بھی ایجاد کیا۔



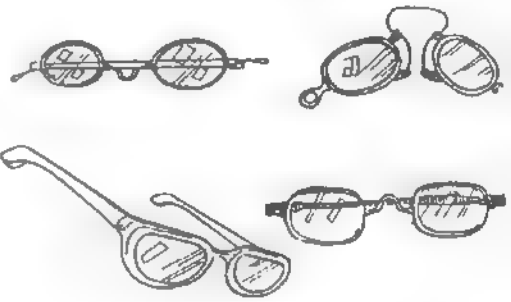
چھپائی کی ایجاد سے انسان کو بہت سے فائدے پہنچے ایک تو کتابیں سستی ہو گئیں اور دوسرا محفوظ ہو گئیں۔ چھپائی کی ایجاد سے پہلے خطرہ رہتا تھا کہ ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابوں کے نسخے ضائع ہو سکتے ہیں۔

چھاپہ خانہ کی ایجاد کے بعد مختلف حکمرانوں نے اپنے مخصوص مفادات کی خاطر کئی مرتبہ کتب خانے جلانے اور کتابیں ضائع کیں۔ لیکن چھپائی کے عمل کی وجہ سے کتابیں مکمل طور پر ختم نہ ہو سکیں۔



## عینک کب ایجاد ہوئی؟

عینک کی ایجاد کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ 1926ء میں راجر بیکسن نامی ایک انگریز راہب نے کتاب کے حروف کو بڑا کر کے پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا تاکہ حروف کو زیادہ آسانی اور سہولت سے پڑھا جاسکے۔ یقیناً اس سے عینک جیسا کام نہیں لیا جاسکتا تھا۔



آپ کو پہلے آنکھ کی ساخت پر غور کرنا ہوگا۔ آنکھ کی بناوٹ گیند جیسی ہوتی ہے جس کی سطح سامنے سے قدرے ابھری ہوتی ہے اس ابھار کے وسط میں پتلی ہوتی ہے جس میں سے گزر کر روشنی آنکھ کے اندرونی تاریک حصے میں پہنچتی ہے۔ روشنی پتلی سے گزر کر عدسے میں آتی ہے۔ عدسہ روشنی کو فوکس کر کے تصویر عکس آنکھ کی پشت پر ڈالتا ہے پشت پر حساس خلیوں کا ایک پردہ ہوتا ہے جسے پردہ شبکیہ (RETINA) کہا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کی آنکھیں سامنے سے پشت تک معمول سے قدرے لمبی ہوتی ہیں جبکہ بعض کی چھوٹی ہے۔ بعض صورتوں میں عدسہ اس قابل نہیں ہوتا کہ تصویر کو فوکس کر کے پردے پر ٹھیک عکس بنا سکے۔ عینک کا عدسہ آنکھ کے عدسے کو کمک پہنچاتا ہے جس سے پردے پر واضح عکس بننے لگتا ہے اور آپ چیزیں بہتر طور پر دیکھنے لگتے ہیں۔

## بقیہ خلائی سفر

نہ کر لیا ہو۔ خلا باز کو نہیں بھیجا جاتا ہے۔

12 اپریل 1961ء کو پہلا انسان خلا میں بھیجا گیا۔ یہ روسی خلا باز یوری گاگارین تھا۔

21 جولائی 1969ء کو دو امریکی خلا بازوں نیل آرمسٹرانگ اور آلڈرین نے پہلی بار چاند کی سطح پر قدم رکھا۔ خلا میں دو یا زیادہ جہازوں کا ملاپ اب معمول بن گیا ہے۔

دوسرے منصوبوں کے علاوہ خلا باز بائاسٹیشنز سے اگلے سیاروں کے سفر کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ سب سیاروں کے سفر کے لیے حتمی تیاری کے ابتدائی مراحل ہیں۔

عینک کے رواج کے متعلق ہمیں پہلا ثبوت 1352 میں اٹلی میں تیار کی گئی ایک تصویر سے ملتا ہے جس میں ایک بڑے پادری کو عینک پہنے دکھایا گیا ہے۔ پادری صاحب کی عینک میں دو عدسے ہیں جنہیں الگ الگ فریم کیا گیا ہے اور ان کے دستوں کو آپس میں جوڑ کر آنکھوں پر لٹکایا گیا ہے۔ جب کہتا: میں چھیننا شروع ہوئیں تو عینک بہت سے افراد کی مجبوری بن گئی اور رفتہ رفتہ عینک کا استعمال بڑھتا گیا۔ سولہویں صدی عیسوی کے دوران اٹلی اور جرمنی میں بڑی تعداد میں عینکیں تیار کی جاتی تھیں۔ 1784ء میں -جن جنرل نیپکن نے دو ماکی (BIFOCAL) ایجاد کی جس میں ایک ہی فریم میں دو مختلف قسم کے عدسے استعمال کیے جاسکتے تھے۔ یہ سمجھنے کے لیے کہ عینک بینائی میں کیسے مدد دیتی ہے





چاروں طرف قدرت کے ایسے نظارے بکھرے پڑے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ وہ چاہے کائنات ہو، یا خود ہمارا جسم، کوئی پیڑ پودا ہو یا کیزا کوڑا

۔۔۔ کبھی اچانک کسی چیز کو دیکھ کر ذہن میں بے ساختہ سوالات ابھرتے ہیں۔ ایسے سوالات کو ذہن سے جھٹکنے مت۔۔۔ انہیں ہمیں لکھ بھیجئے۔۔۔ آپ کے سوالات کے جواب ”پہلے سوال پہلے جواب“ کی بنیاد پر دیئے جائیں گے۔ اور ہاں! ہر ماہ کے بہترین سوال پر 50 روپے نقد انعام بھی دیا جائے گا۔

## سوال جواب

میں دوبارہ نہیں آتا۔

**سوال :** اگر ہم اپنے ہونٹوں پر اپنی انگلی آہستہ سے پھیریں تو ہمارے ہونٹ اس کو برداشت نہیں کر پاتے اور ہمیں فوراً بھجور ہو کر ان کو ہاتھ سے مسلنا پڑتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

شیخ فتح العبین شیخ عثمان

کانڈی دروازہ۔ جیڑ۔ 431122

**جواب :** ہمارے ہونٹوں میں عصبی نسیں (Nerves) کافی ہوتی ہیں، اس لیے یہ حساس ہوتے ہیں اور ہر قسم کی تحریک کو جلدی محسوس کرتے ہیں۔ چھونے سے ان میں بے چینی ہوتی ہے کیونکہ یہ چھونے کی حس کے تئیں حساس ہیں۔ سردیوں میں جب موسم سرد اور خشک ہوتا ہے تو سب سے پہلے ہونٹ ہی متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح گرم چائے کا احساس بھی ہونٹوں کو ہی بہت شدت سے ہوتا ہے۔

**سوال :** لعاب سفید کیوں ہوتا ہے؟ لال کیوں نہیں ہوتا؟

کرم حسین بن عبد المجید

گرام ماہیہنی، بازار پوسٹ ڈبرا

ضلع سدھار تھہ گڑ۔ 272205

**جواب :** کسی بھی چیز کا رنگ اس کے اجزاء پر منحصر ہوتا ہے۔ لعاب میں کوئی بھی سرخ مادہ شامل نہیں ہوتا اس لیے لعاب کا رنگ سرخ نہیں ہوتا۔

**سوال :** کافور ہمیشہ شیشی میں بند کر کے رکھا جاتا ہے لیکن نمک کھلے برتن میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔ کیوں؟

محمد شان الرحمن

معرفة محمد فضل الرحمن رحمانی منزل اسلام گڑ۔

اردو۔ 854311

**سوال :** چھینکنے کے عمل میں جسم کے کس عضو کو کیا تکلیف پہنچتی ہے؟

خالد نسیم سلیم احمد

58/59 فورٹ مالے گاؤں۔ 423103

**جواب :** سانس لینے کا راستہ ناک سے پیچھڑوں تک ہوتا ہے۔ جب ناک سے حلق تک کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے تو اسے باہر نکالنے کے لیے چھینک آتی ہے۔ اس عمل کے دوران پیچھڑوں میں بھری ہوئی تیزی سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس ہوا کے زور سے جو بھی ذرہ، جراثیم، وغیرہ راستے میں ہوتا ہے، باہر نکل جاتا ہے۔ اس عمل میں کسی بھی عضو کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک حفاظتی انتظام اور انعام ہے۔ اسی لیے چھینک آنے پر الحمد للہ کہا جاتا ہے یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہی ہیں جس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا۔

**سوال :** دانت بھی بڑی کے ہوتے ہیں جو ٹوٹ کر دوبارہ آجاتے ہیں مگر جسم کا اگر کوئی حصہ کٹ جائے جیسے ہاتھ تو دوبارہ کیوں نہیں آتا؟

شمس جاح حسین

سادات بلڈنگ، کوٹ ویسٹ،

سنبھل۔ 244302

**جواب :** آپ کے سوال میں دو باتیں غلط ہیں۔ اول یہ کہ دانت اور ہڈی کی بنیاد اور بنیادی ڈھانچے میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ ہم دانت کو ہڈی نہیں کہہ سکتے۔ دونوں الگ الگ تخلیقات ہیں۔ دوسرے یہ کہ دانت بھی ٹوٹ کر دوبارہ نہیں آتے۔ منجوں کے دانت ضرور ایک مرتبہ ٹوٹ کر دوبارہ نکلتے ہیں۔ لیکن بڑوں کے

دانت یا دانت کا کوئی حصہ اگر ٹوٹ جائے تو پھر نہیں نکلتا۔ البتہ ہڈی میں اللہ تعالیٰ نے ٹوٹ کر جڑنے کی صلاحیت رکھی ہے جسم کا کوئی بھی دیگر عضو (جگر، کھال، ہال، مٹاخن کے علاوہ) کٹنے کے بعد عام حالات



**جواب :** کافر ایک فراری (Volatile) مادہ ہے جو ہوا میں خود بخود تحلیل ہو جاتا ہے یعنی ٹھوس شکل سے گیس کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ لہذا اگر اس کو کھلا رکھیں تو یہ ہوا میں تحلیل ہو کر ختم ہو جائے گا۔ اس کے برخلاف نمک کسی بھی عام مرکب یا مادے کی طرح ہے جسے آپ کھلا رکھ سکتے ہیں۔

**سوال :** آکسیجن گیس جلنے میں مدد کرتی ہے۔ جبکہ ہائیڈروجن گیس خود جلتی ہے اور دونوں میں کربانی بناتے ہیں جو کہ نہ تو جلا ہے نہ جلنے میں مدد کرتا ہے۔ ایسا کیوں؟

شیخ اسلم

پوسٹر روڈ ریلوے گیٹ۔ واسیم۔ 444505

نظام (Nervous system) کے کمزور ہونے سے ہوتا ہے۔ جب پٹھے (Muscles) اور اعصابی نظام کمزور ہوتا ہے تو اس پر ہر چیز جلد اثر انداز ہوتی ہے۔ درجہ حرارت کی اچانک تبدیلی بھی کمزور پٹھوں کو سکت اور بے عمل بنا دیتی ہے۔ سردیوں میں اگر ہسٹر کی یا گرم کپڑوں کی گرمائی سے اچانک سرد ہو ایں کوئی ایسا کمزور شخص باہر نکلے تو عضلہ کے اثر سے کمزور پٹھے متاثر ہوتے ہیں اور خود بخود قفل کا اثر ہو جاتا ہے۔ گرمیوں میں بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن عموماً سردیوں میں یہ واقعات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی کو لوگ ہوا کا اثر یا ”اوپری اثر“ کہہ دیتے ہیں۔ اس میں درجہ حرارت کی اچانک تبدیلی

**انعامی سوال :** مونگ پھلی کا دانہ کسی حصے سے بڑا نہیں ہوتا ہے پھر اس میں بڑھوتری کیسے ہوتی ہے؟

محمد راشد علوی

176 لمبٹی خواجہ پھرورد

شکور کی ڈگری، بیرن روڈ، نئی دہلی 110002

**جواب :** آپ جس مونگ پھلی کو دیکھتے ہیں اور مزے لے کر کھاتے ہیں وہ بھی ہوئی اور پکی مونگ پھلی ہوتی ہے۔ اگر اس کی مکی پھلی کو آپ لیں اور اسے سچ میں سے لمبائی کے ساتھ کھولیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے دانے ایک پتے سے ہارک ڈھنسل کی مدد سے پھلی سے جڑے رہتے ہیں۔ اسی راستے سے پھلی کے دانوں کو غذائیت پہنچتی ہے۔ جس کی مدد سے ان کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ اس کو مزید آسانی سے سمجھنے کے لیے آپ مٹر کی پھلی کو دیکھ سکتے ہیں۔ مٹر پھیلنے وقت جب آپ پھلی کو کھولتے ہیں تو مٹر کے ہرے ہرے دانے ایک ننھے ڈھنسل کے ذریعہ پھلی سے جڑے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مونگ پھلی میں بھی دانے چھلکے سے جڑے ہوتے ہیں۔ صبح پھلی کے سونے اور کھولنے کے دوران یہ جڑ ختم ہو جاتا ہے۔

قلمذمہ دار ہوتی ہے باقی کوئی اور معجزہ نہیں ہوتا۔

**سوال :** عام بات ہے کہ لوگ روتے ہیں تو آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں۔ چند لوگ ہستے ہیں تو بھی آنکھ سے پانی (آنسو) نکلتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

دنکینہ پٹیل

ڈاکٹر علامہ اقبال ہائی اسکول، کمرہ واڑ کوکھاپور

**جواب :** گزشتہ شماروں میں اسی کالم میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنسو دراصل جسم سے نمک خارج کر کے خون دباؤ کو کم کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے تھلاؤ (Tension) کو کم کرتے ہیں۔ جب انسان بہت زیادہ خوش ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کا جسم و دماغ تھلاؤ کا شکار

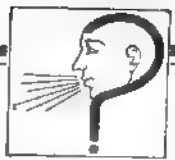
**جواب :** پانی ایک مرکب ہے جو آکسیجن اور ہائیڈروجن کے حصے سے بنتا ہے۔ مرکب کی تعریف یہ ہے کہ اس میں اسکے اجزاء کی خصوصیت نہیں ہوتی۔ اس طرح دیکھیں تو پانی مرکب کی ایک بہترین مثال ہے۔

**سوال :** یہ بات درست ہے کہ لقوہ (Paralysis) ہوا کے اثر انداز ہونے سے ہوتا ہے۔ لیکن ہوا میں وہ کون سے معزز ذرات ہوتے ہیں؟

عبید الرحمن

مدار تک، منگروول پیر، آکولہ۔ 444403

**جواب :** لقوہ یا قفل قوی اور ان سے متعلق اعصابی



اگر یہ ماذے پھل میں نہ ہوں تو پھر پھل نہیں پکتا۔ ہر پھل میں اور آم کی بھی ہر قسم میں ان ماذوں کے احکامات کے پھل میں فخل ہونے کا وقت الگ الگ ہوتا ہے۔ اسی عمل کے تحت ہر کچا پھل پکتا ہے۔ چاہے وہ درخت پر کیے یا باہر مصنوعی طور پر۔

سوال : کچھ لوگوں کی کھال جائزے میں پھٹ جاتی ہے کالی جتی پڑ جاتی ہے اور گرمی میں کھال پکنی اور گندی ہو جاتی ہے جس میں کھلی بھی ہوتی ہے۔ کچھ دن بعد یہ کھال خود چھٹ جاتی ہے۔ یہ آخر کیوں ہوتا ہے؟

محمد ندیم ملک

373 مین روڈ ڈاکٹر محمد نئی دہلی۔ 110025

جواب : کھال اگر چہ ہمارے جسم کا ایک غلاف ہے تاہم یہ ایک زندہ بافت (ٹشو) ہے جو کہ موسم سے متاثر ہوتا ہے۔ سردیوں میں کھال خشک ہو کر پھنکتی ہے، پرانی کھال گرتی ہے، نئی نکلتی ہے۔ اسی طرح گرمیوں میں کھال کے نیچے موجود غدود زیادہ فعال ہو جاتے ہیں۔ زیادہ پکنائی خارج ہوتی ہے جو کہ ہوا میں موجود جراثیموں اور دھول مٹی کے ذرات کو چپکا لیتی ہے۔ اسی طرح کھال گندی ہو جاتی ہے اور جسم سے بدبو آتی ہے۔ گرمیوں میں خصوصاً اس کو صاف رکھنا اور صبح شام نہانا بہت ضروری ہے۔

ہوتے ہیں۔ اس لیے تناؤ کو کم کرنے کے لیے قدرتی طور پر انسان ہنستا ہے اور اگر خوشی بہت زیادہ ہو تو ہنسی بھی بے تحاشہ ہوتی ہے اور ایسے میں آنکھوں سے بھی آنسو نکل کر اسے جسمانی اور ذہنی تناؤ سے بچاتے ہیں۔

سوال : آم کا کچا پھل ہم توڑ کر چکھتے ہیں تو وہ کھانا لگتا ہے۔ اسے ہم جب پکنے کے لیے رکھ دیتے ہیں تو وہ پک جاتا ہے اور اس کے بعد اس کے اندر مٹھاس آ جاتی ہے جبکہ ڈالی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں؟

فیضان شاہد

متعلم الجامعة الاسلامیہ

تلکھنا شیو پتی نگر سہارن پور۔ 272206

جواب : آپ نے یقیناً یہ بات نوٹ کی ہوگی کہ آم کے باغ والے ایک خاص وقت کے بعد جب آم ایک خاص سائز کا ہوتا ہے اس وقت اسے توڑتے ہیں اور پھر اسے پکاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آم کو پکانے کے واسطے متعلقہ ”احکامات“ چمکیے گیائی ماذوں کی شکل میں قدرتی طور پر درخت سے پھل میں فخل ہوتے ہیں۔ ان ماذوں کے آنے کے بعد پھل کو پھوٹنے کی یہ ڈال کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن

## مکمل خزانہ

ماہنامہ ”سائنس“ کے 1998ء کے مکمل شمارے اب مجلہ شکل میں دستیاب ہیں۔ جلد کے اخیر میں مضمون انڈیکس آپ کی سہولت کے لیے موجود ہے۔ قیمت فی جلد صرف 150 روپے (مع جبرٹڈ ڈاک خرچ) رقم منی آرڈر سے پیشگی روانہ کریں۔ اگر چیک بھیجنا ہو تو بینک چارجرز ملا کر 165 روپے کا بھیجیں۔ چیک پر URDU SCIENCE MONTHLY لکھیں۔

اسٹاک میں چند جلدیں ہیں۔ جلدی کریں !

ماہنامہ سائنس کو اپنی کامیاب اشاعت کا

چھٹا سال مبارک ہو !

منجانب

تاجران جڑی بوٹی

کرانہ ، کیمیکلس اور میوہ جات  
ایپورٹرس  
ایکسپورٹرس  
و۔ س کمیشن ایجنٹ

الائیڈ ٹریڈنگ

کارپوریشن

1297 فراش خانہ ، دہلی 110006  
فون: 3955069

1313 فراش خانہ ، دہلی 110006

فون: 7533845 - 7513844

یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی

82-6681 کھاری باؤلی

دہلی 110006 - فون: 3954516

محمد حسین اجمل حسین



## کسوٹی 64

سوالیہ نشان کی جگہ پر کون سا نمبر آئے گا؟

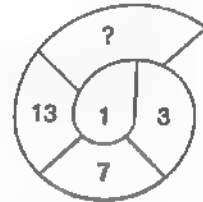
(1) 8 5 2

4 2 0

9 6 ?

(2) 341 (250) 466

282 (?) 398



(3)

پچھ دیے گئے ڈیزائنوں (4-5) میں سے ہر ایک ڈیزائن میں ایک جگہ خالی ہے اور ساتھ ہی مختلف ڈیزائنوں کے چار چھ نمونے ہیں آپ کو یہ بتانا ہے کہ کس خالی جگہ پر کون سے نمبر کا ڈیزائن آئے گا؟



(4)



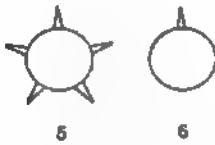
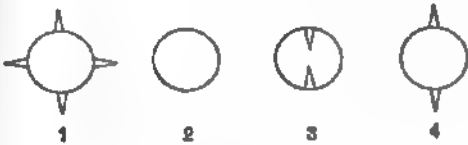
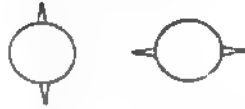
1

2

3

4

(5)



آپ کے جوابات "کسوٹی کوپن" کے ہمراہ 10 جون 1999ء تک ہمیں مل جانے چاہئیں۔ صحیح جوابات میں سے بذریعہ قرعہ اندازی کم از کم 5 بہن بھائیوں کے نام جن کر جولائی 1999ء کے شمارے میں شائع کیے جائیں گے۔ نیز جیتنے والوں کو عام سائنسی معلومات کی ایک دلچسپ کتاب بھیجی جائے گی۔

نوٹ :

1- یہ انعامی مقابلہ صرف اسکولوں کی سطح پر دینی مدارس کے طلباء و طالبات کے لیے ہے۔

2- بہت سارے جوابات صحیح ہونے کے باوجود قرعہ اندازی میں شامل نہیں ہو پاتے کیونکہ ان کے ساتھ "کسوٹی کوپن" نہیں ہوتا اس لیے "کسوٹی کوپن" رکھنا نہ بھولیں۔



صحیح جوابات کسوٹی نمبر: 62

1. 80 (ہر عدد میں سے 33 کم کر دیں)
2. 86 (عدد کو دو گنا کر کے پھر اس میں سے بالترتیب 1, 2, 3 اور 4 گھٹا دیں)
3. 11 (کھڑکیوں کے اعداد کو جمع کر کے اس میں سے دروازے کا عدد گھٹا دیں تو چھت کا عدد آ جائے گا۔)
4. ڈیزائن نمبر 5
5. ڈیزائن نمبر 5
- انعامات پانے والے
- خوش نصیب بہن بھائی
- 1- سید حسن شوکت علی
- کلاس 9- بی صابو صدیق پانی ٹینک ہائی اسکول۔
- شیفر ڈ روڈ، بائیکلہ ممبئی۔ 400008
- 2- شاذیہ ظہور
- اقراء پبلک مڈل اسکول، کتری ٹینگ، پنجپہاڑہ
- انتھ ناگ کشمیر۔ 192124
- 3- جابر عبدالکریم بھگلوی
- عربی پنجم، مدرسہ جامعہ نذیریہ کاکوٹی
- سدھ پور پائٹن۔ 384290
- 4- فردوس نوشین بخت بشیر احمد
- بولی اردو ہائی اسکول، بولی ضلع نانڈیہ۔ 431710
- 5- ذہین احمد
- بارھویں۔ اے اینگلو عربک سینٹر سینڈری اسکول
- اجیری گیٹ، دہلی۔ 110006

ڈاکٹر تجریدی ایم اے پی ایچ ڈی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: ”مجھ آپ کی اسلامی کتابیں ہندی میں ملیں۔ ان کا مطالعہ کرنے کے بعد لگتا ہے میں اندر سے مسلمان ہوں۔ اب میں ظاہر میں بھی اسلام کا پیرو بننا چاہتا ہوں، میری رہنمائی کریں؟“

(نئی کتابیں)

سچی بات کا جادو

ترجمہ: مولانا محمد فاروق خاں، ڈاکٹر محمد احمد

صفحات 624 دعوتی ہدیہ 60/-

قرآن مجید کا نیا اور آسان ہندی ترجمہ۔ قرآنی اصطلاحات اور قرآنی موضوعات کی تشریح کے ساتھ۔

पवित्र कुरआन  
पोतरुआन (ہندی)

व्य-द-भारतीय और मुसलमान  
حضرت محمد اور ہندوستانی مذہبی کتب

ڈاکٹر ایم اے شری واستو

ہندوستانی مذہبی کتابوں میں جس کلکی اتوار اور آخری رشی کے آنے کی خبر دی گئی ہے، وہ حضرت محمد ہی ہیں۔ اس بات کو ہندو مذہبی کتب اور ان کے علماء کے حوالہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

صفحات 40 قیمت 10/-

آگس آپ

- اپنے کسی غیر مسلم بھائی کو ان کی خواہش پر ہندی یا انگریزی ترجمہ قرآن مجید دینا چاہتے ہیں تو صرف 50/- (پچاس روپے) فی کس کے حساب سے ڈاک ٹکٹ، مٹی آرڈر یا ڈرافٹ بھیج دیں۔ ہم آپ کے لکھے پتوں پر رجسٹرڈ ڈاک کے ترجمہ قرآن مجید بھیج دیں گے۔
- تاجر، داعی حضرات اور مفت تقسیم کرنے والے مناسب رعایت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

فون: 3283702  
ٹیکس: 3281967

اسلامی سائٹ پر کاشن 1525 سوئی والان، نئی دہلی 110002

# نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے

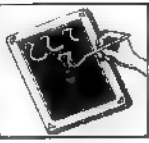
- \* علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی آخرت میں جواب دہی کا باعث ہوگی۔ اس لیے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس پر عمل کرے۔
- \* حصول علم کا بنیادی مقصد انسان کی سیرت و کردار کی تشکیل، اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہے۔ معیشت کا حصول ایک ضمنی بات ہے۔
- \* اسلام میں دینی علم اور دنیاوی علم کی کوئی تقسیم نہیں ہے، ہر وہ علم جو مذکورہ مقاصد کو پورا کرے، اس کا اختیار کرنا لازمی ہے۔
- \* مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ دینی اور عصری تعلیم میں تفریق کے بغیر ہر مفید علم کو جتن حد تک حاصل کریں۔ انگریزی اسکولوں میں تعلیم پانے والے بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام گھروں پر مسجد یا خود اسکول میں کریں۔ اسی طرح دینی درسگاہوں میں پڑھنے والے بچوں کو جدید علوم سے واقف کرانے کا انتظام کریں۔
- \* مسلمانوں کے جس محلہ میں مسجد، مکتب، مدرسہ یا اسکول نہیں ہے، وہاں اس کے قیام کی کوشش ہونی چاہئے۔
- \* مسجدوں کو اقامت مولود کے ساتھ ابتدائی تعلیم کا مرکز بنایا جائے۔ ناظرہ قرآن کے ساتھ دینی تعلیم، اردو اور حساب کی تعلیم دی جائے۔
- \* والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیس کے لالچ میں اپنے بچوں کو تعلیم سے پہلے کام پر نہ لگائیں، ایسا کرنا ان کے ساتھ ظلم ہے۔
- \* جگہ جگہ تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کیے جائیں اور عمومی خواندگی کی تحریک چلائی جائے۔
- \* جی آبادیوں میں یا ان کے قریب اسکول نہ ہو وہاں حکومت کے دفاتر سے اسکول کھولنے کا مطالبہ کیا جائے۔

## (منجانب)

- 1۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب (لکھنؤ) 2۔ مولانا سید کلب صادق صاحب (لکھنؤ) 3۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب (اعظم گڑھ) 4۔ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب (پھلواری شریف) 5۔ مفتی منظور احمد صاحب (کاپنور) 6۔ مفتی محبوب الشیرانی صاحب (کاپنور) 7۔ مولانا محمد سالم قاسمی صاحب (دیوبند) 8۔ مولانا مرغوب الرحمن صاحب (دیوبند) 9۔ مولانا عبداللہ ابراہیمی صاحب (میرٹھ) 10۔ مولانا محمد خود عالم قاسمی صاحب (علی گڑھ) 11۔ مولانا محیب اللہ ندوی صاحب (اعظم گڑھ) 12۔ مولانا کاظم نقوی صاحب (لکھنؤ) 13۔ مولانا مقتدا احسن ازہری صاحب (بنارس) 14۔ مولانا محمد رفیق قاسمی صاحب (دہلی) 15۔ مفتی محمد ظفر الدین صاحب (دیوبند) 16۔ مولانا توصیف رضا صاحب (بریلی) 17۔ مولانا محمد صدیق صاحب (بٹھورا) 18۔ مولانا نظام الدین صاحب (پھلواری شریف) 19۔ مولانا سید جلال الدین عمری صاحب (علی گڑھ) 20۔ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب (علی گڑھ)

ہم مسلمانان ہند سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ تجاویز پر اخلاص، جذبہ، تنظیم اور محنت کے ساتھ عمل پیرا ہوں اور ہر اس ادارہ، افراد اور انجمنوں سے تعاون کریں جو مسلمانوں میں تعلیم کے فروغ اور ان کی فلاح کے لیے کوشش کر رہے ہیں





## کاوش

ان کام میں جو بات تحریر میں مطلوب ہیں۔ اس میں وہ جزئیات کے ساتھ  
تفصیل سے لکھیں۔ کوئی ڈراما۔ نظر لکھتے یا کارٹون یا کہ اپنے پاس پورے  
ماہر ڈراما اور کارٹون کو بنانے کے لئے اس وقت کے قابل اوقات تحریر  
کے ساتھ مناسب کی تصویر بھی شائع کی جائے گی۔ نیز معاونہ بھی دیا جائے گا  
یہ سلسلہ میں مزید خط و کتابت کے لئے اپنا پتہ لکھ کر اپنا پتہ کارڈ بھی بھیجیں  
ان قابل اوقات تحریر کو دیکھیں، چھپانا ہمارے لئے ممکن نہ ہوگا۔

## ہمنگ برڈ رعنار باب

10-A

گورنمنٹ گرلس ہائی اسکول۔ میا۔ 823001

جب چڑیوں کی بات چل پڑتی ہے تو ہمارے سامنے مختلف  
فیل اور مختلف رنگ کی چڑیوں کی تصویریں ابھر کر آنے لگتی ہیں۔ ان  
میں کچھ بڑی اور کچھ چھوٹی ہوتی ہیں۔ آج میں ایک ایسی چڑیا کا تعارف  
کراتا چاہتی ہوں جو نہ صرف چھوٹی ہوتی ہے بلکہ اس کا وزن بھی بہت  
کم ہوتا ہے۔

جی ہاں! میں ہمنگ برڈ کی بات کر رہی ہوں۔ ہمنگ برڈ دنیا  
میں سب سے چھوٹی چڑی ہے اس کا وزن لگ بھگ 1.4 گرام ہوتا ہے۔  
دنیا میں اس کی تین سو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ہمنگ برڈ امریکہ میں پائی  
جاتی ہے۔ اس کی لمبائی 57 ملی میٹر ہوتی ہے۔ ان کی چونچ دوسری  
چڑیوں سے ذرا لمبی ہوتی ہے۔ ان کے پنکھ مختلف رنگ کے ہوتے ہیں،  
ان کے پنکھوں کے رنگ نیلا، پیلا، ہرا، سفید ہوتے ہیں جو نہایت  
بہی جذب نظر ہوتے ہیں۔ ان رنگوں کی وجہ سے جب یہ اڑاں بھرتی  
ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آسمان میں تتلیاں اُڑ رہی ہوں۔ ”ہمنگ  
برڈ“ اڑنے کے درمیان اپنے پنکھ کو ایک سیکنڈ میں لگ بھگ پچاس بار  
پھیلاتی و سکڑتی ہے اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک منٹ میں یہ  
کتنی بار پنکھ کو پھیلانے اور سکڑنے کا کام کرتی ہیں۔ پنکھ پھر پھر اُڑتے  
کی آواز دور دور تک سنائی پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے پھر پھر اُڑنے والی  
چڑیا بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی غذا پھلوں کا رس ہے ایک دلچسپ

بات یہ ہے کہ ہمنگ برڈ اپنی لمبی چونچ اور زبان کی مدد سے پھلوں کا رس  
چومتی ہے۔ پھلوں پر منڈ لانے کا انداز بھی نرالا ہوتا ہے۔ یہ اپنا  
گھونسلہ جھاڑیوں و بھددار درختوں پر بناتی ہیں۔ ان کے گھونسلے میں  
دوسری چڑیوں سے فرق نمایاں ہوتا ہے۔ گھونسلہ بنانے میں مکڑی کا  
جالا کافی اور درختوں کی چھال کی مدد لیتی ہیں۔ ان کا گھونسلہ بھی کافی  
چھوٹا ہوتا ہے۔ ان کی مادہ ایک موسم میں صرف دو انڈے دیتی ہے۔  
انڈا چھوٹا اور سفید ہوتا ہے۔ انڈے کی حفاظت نر اور مادہ دونوں ہی اس  
کر کرتے ہیں۔ راستے میں آنے والی دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی ان  
میں پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ ان کے دشمن زیادہ تر کونے اور باز  
ہوتے ہیں جن کا مقابلہ یہ بہت ہی ڈٹ کر کرتی ہیں۔

## کمپیوٹروں کا جام جم:

## انٹرنیٹ

محمد نعیم صدیقی محمد غوث صدیقی  
ڈی۔ ایس ایم کالج، پاتھری، ضلع پرہی۔ 431506

اگر نیٹ اس صدی کا اہم ترین مچھ ہے۔ یہ لاکھوں  
کمپیوٹروں کا ایک نیٹ ورک (Network) ہے جو مواصلاتی تکنیکوں  
سے آپس میں جڑے ہیں۔ اسی نیٹ ورک کے ایک کمپیوٹر سے نیٹ  
ورک سے جڑے کسی بھی دوسرے کمپیوٹر کو ڈائل کر کے اس سے  
اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہیں یا اطلاعات کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے اور



ی اپنی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سوداے کر لیتے ہیں دستکار کو عالمی منڈی گھر

بیٹھے ہی حاصل ہو گئی۔ ساتھ ہی کسی بچہ لیے کو اس کے منافع میں حصہ لینے کا موقع بھی نہیں ملا۔

علاج معالجے کے شعبے میں انٹرنیٹ کی زبردست اہمیت ہے۔ انٹرنیٹ پر علاج سے متعلق ایک الگ صفحہ ہوتا ہے۔ جس پر دنیا کے مشہور ڈاکٹر اور طبی سائنس دان اپنے تجربات اور معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی مرض کے بارے میں مختلف ماہرین کی رائے ایک جھپکتے حاصل کی جاسکتی ہے۔

انٹرنیٹ پر اس طرح کے ہزاروں صفحات ہیں جن پر تجارت و صنعت سے لے کر گھریلو باتوں تک ادب، ثقافت سے لے کر میڈیا (Media) تک اور علاج سے لے کر ماحول تک ہر ممکن موضوع پر معلومات اور اطلاعات کا تبادلہ لگاتار ہو رہا ہے اور ان صفحات اور موضوعات میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ انٹرنیٹ کا ڈھانچہ بھی کچھ اس طرح کا ہے کہ جس میں جتنی بھی اطلاعات ڈالی جائیں بھان مٹی کے پتارے کی طرح یہ انھیں قبول کرتا چلا جائے گا۔ علم اور اطلاعات کا اتنا بڑا ذخیرہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ہے آج سارے جن کوڑے زیادہ باہم مربوط کمپیوٹر نیٹ ورکوں کے ذریعے 100 ملکوں کے کچھ کرڈو لوگ انٹرنیٹ خاندان کے افراد بن چکے ہیں۔

دوسرے ملکوں کے مقابلے میں ہندوستان نے انٹرنیٹ کی اس طلسمی دنیا میں دیر سے قدم رکھا ہے۔ اس سے بڑنے کے لیے وائس سچر رٹم (دی ایس این ایل) "گینت دے انٹرنیٹ انیسپر س سرس" شروع کر کے اس سے وابستہ ہوا انٹرنیٹ سہولت حاصل کرنے کے لیے دی ایس این ایل میں رجسٹریشن کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ آپ کو اپنے کمپیوٹر کو ٹیلی فون لائن سے جڑنا ہو گا دی ایس این ایل سے ڈائل اپ یا لیز ڈاکیمنٹس سہولت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ دہلی، ممبئی، مدراس اور کلکتہ میں بنیادی سطح کی سہولت مہیا ہے۔ ان شہروں کے صارفین سیدھے ڈائل کر کے انٹرنیٹ کی دنیا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ان کے ٹیلی فون کا بل نوکل کال کے حساب سے جوڑا جاتا ہے۔ دیگر شہروں میں جن کے پاس ایس۔ ٹی۔ ڈی (STD) سہولت ہے وہ 599 ڈائل کر کے انٹرنیٹ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے نجی صارف کو 3500 روپے سالانہ کے حساب سے ڈائل اپ سہولت حاصل ہوتی ہے اس سے 250 گھنٹے تک اطلاعات کا تبادلہ

سب کچھ لحوں میں انجام پاتا ہے چاہے دوسرا کمپیوٹر لاکھوں میل دور کیوں نہ ہو۔

انٹرنیٹ کے کمپیوٹروں سے اس نیٹ ورک کی شکل صورت کٹری کے چالے سے کافی حد تک ملتی جلتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ یہ "نیٹ" اور "ویب" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کٹری کے چالے کی طرح ہی آپ اس کے ایک گھیرے سے دوسرے گھیرے کے درمیان اطلاعات کا سفر کر سکتے ہیں۔ یہ گھیرے کہیں بھی ختم نہیں ہوتے ہیں اور ہر ایک گھیرے میں معلومات کا بے پناہ خزانہ بھرا پڑا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس خزانے کو کھولنے میں اس سے زیادہ وقت نہیں لگتا جتنا کہ گھر کا تالا کھولنے میں لگتا ہے۔

انسانی زندگی پر انٹرنیٹ کے اثرات کے بارے میں سائنس دان اور ماہرین ساجیات طرح طرح کی قیاس آرائیں کر رہے ہیں۔ کمپیوٹر صنعت سے وابستہ کمپنی مائیکروسافٹ کارپوریشن کے سربراہ بل گیمس نے حال ہی میں شائع اپنی مشہور کتاب میں انٹرنیٹ کی حیرت انگیز دنیا کی نہایت دلچسپ رودادیں کی ہے۔ ان کے مطابق اب وہ دن دور نہیں جب آپ اپنی کرسی سے اٹھے بغیر بھی دنیا بھر سے تجارت کر سکتے ہیں، دنیا کا کوئی ناول پڑھ سکتے ہیں، کمپنوں سے لے کر زیارات اور کار سے لے کر بیڈ تک کوئی بھی چیز خرید سکتے ہیں، کسی بھی موضوع پر معلومات حاصل کر سکتے ہیں یا کوئی بھی گیت سن سکتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے دوسرے شہروں یا ملکوں میں موجود اپنے دوستوں کے ساتھ تاش یا شطرنج کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ان سب کی بجائے آپ کی خواہش اگر کرکٹ یا فٹ بال مچا دیکھنے کی ہے تو وہ بھی حاضر ہے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ آپ اپنی مرضی سے کسی بھی وقت سیرے کاڑا دیہ بدل سکتے ہیں "ری" لے کر آسکتے ہیں اور اگر ٹھیکہ نہ لگے تو کمپنیز کو بدل کر اپنے من پسند کمپنیز کی کمپری بھی سن سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ سے ان گنت امکانات کے دروازے کھلے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ بھد وہی کا قانون جانے والادست کار انٹرنیٹ حاصل کر لیتا ہے۔ انٹرنیٹ پر اس کے قانون کو یورپ، امریکہ اور ایشیائی ملکوں کے مالدار خریدار دیکھتے ہیں اور دست کار اور خود خریدار دونوں



مذکورہ بالا وجوہات کے علاوہ ان میں عرصہ تک دودھ چلانا اور بہت غمزدہ و فکر مند رہنا شامل ہے کبھی کبھی یہ مرض موروثی ہو جاتا ہے اور ہند پریش کی زیادتی کی صورت میں یہ مرض دیکھنے کو ملتا ہے۔

## علاج و تدابير

جب مریض کو درد شروع ہو تو سودا دار و رتاریب گھرے  
میں رکھیں، شور و غل اور روشنی سے دور رکھنے کی کوشش کریں، مگر  
قسم کے مشاغل و تفکرات سے مریض کو آزاد رکھیں۔

☆ نوشاد اور چو نے کو ایک شیشی میں رکھیں اور مریض کو سٹکھیں۔

☆ فینڈونے کے لیے سر پر روغن ہو اور ہنن کدہ اور ہفتہ کی ماش کریں۔

ہو۔ ریٹھے کو پانی میں کھس کر اور۔ مخافہ جاب و اس  
تاک کے تھنے میں چند قطرے اسیں۔

☆ وقف کے درمیان اس کے سبب کا تعین کر کے اس کا علاج کرائیں۔

☆ تقویت دماغ کے لیے خیرہ کا دواں 4 گرام صبح شام استعمال کریں۔

صبح ناشتے کے وقت مغرب، ام (3 ص) مغرب، ام (4 ص) مغرب، ام (4 ص) چلغوز (4 ص) مغرب، ام (4 ص) مغرب، ام (4 ص)

کا حریر استعمال کرائیں۔ تخفیف دے۔ بے فرس دوا شنہ (3 عدد) دیں۔ غذا دورہ کے وقت غذا بند کر دیتے ہیں۔ اگر لاغری و قناعت زیادہ ہو تو تھوڑی مقدار میں غذاؤں کا استعمال کرائیں۔ البتہ وقفے کے درمیان مقوی غذائیں دیں۔

کیا جاسکتا ہے۔ تجارتی اداروں کو اس کے لیے 20,000 روپے ہوا کرنا ہوگا  
لینڈ ایکسپریس سہولت کے لیے رقم ڈیڑھ لاکھ روپے تک ہو سکتی ہے۔ وی

ڈاکٹر آپ سہوت حاصل ہوتی ہے اس سے 250 گھنٹے تک اطلاعات کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ تجارتی اداروں کو، س کے لیے 20,000 روپے لوکار کا ناٹو گلیز رڈ ایکسپریس سہوت کے لیے رقم بڑھاکر روپے تک سہوت ہو سکتی ہے۔ وی ایس این ایل نے طلباء کو خصوصی رعایت دی ہے طلباء ڈاکٹر آپ سہوت صرف 2500 روپے فی 250 گھنٹے میں حاصل کر سکتے ہیں۔

شقیقہ (مانیگرین)

حافظ محمد نور اللہ خاں

عربی پنجم، دہرہ عربیہ تعمیر ملے

مسجد نبی بلذنگ، دودھ پور علی گڑھ۔ 202001

شقیقہ ایک خاص قسم کا درد سر ہے۔ جو اکثر سر کے نصف  
 حصے میں ہوتا ہے۔ شق کے معنی حصے کے ہیں اس لیے اس کو شقیقہ  
 کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں سر کے ایک حصے میں درد ہوتا ہے۔ یہ درد  
 باوقات دوروں کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی سختی درد ہوتا ہے۔  
 اس مرض کو مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔ آدھا سہمی، آدھے سر کا  
 درد، ٹیگر بن وغیرہ۔

یہ مرض چند گھنٹوں سے لے کر دو تین دن تک رہتا ہے۔ مردوں کے مقابلے عورتیں اس مرض کی شکار زیادہ ہوتی ہیں۔ عموماً اس کا درد حلوٰے آفتاب کے ساتھ بڑھنا شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب کے ساتھ اس کی شدت میں کمی ہونے لگتی ہے۔ واضح رہے کہ شفقہ من بلوغ کے وقت زیادہ ہوتا ہے۔

حقیقہ دماغ کے اندر خون کی کمی، احساس، نزلہ، قبض، محنت، مشقت کی زیادتی، کثرت بیداری، قاعدہ کشی، کثرت غذا، مرغن غذاؤں کی بہ کثرت استعمال، تیز روشنی میں دیکھنا بہت زیادہ دھوپ میں رہنا عام جسمانی کمزوری، حساسیت، امراض گردہ میں مبتلا رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے عورتوں میں یہ مرض بہ کثرت پایا جاتا ہے کیونکہ

جموں و کشمیر میں "سائنس" کے سول ایجنٹ

فون نمبر  
72621

عبداللہ نیوز ایجنسی

فرسٹ برج، لال چوک، سری نگر۔ 190001 کشمیر



# تلسی

نیلوفر پر وین غلام رسول

تخریر شد اردو ہائی اسکول دھام گاون  
ریلوے تعلقہ چاندور ضلع امرواتی 444709

ہندی نام تلسی، عربی نام ہیرجان ہے۔ سائنسی نام اوسی مم سینکٹم (*Ocimum sanctum*) اور فارسی نام اسفرم ہے۔ ہندو مذہب میں تلسی کا پودا مقدس ہے۔ وہ اسے برکت کے لیے گھروں میں لگاتے ہیں اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے جنت میں ملنے والی بہترین چیزوں میں ریحان کو شامل فرمایا ہے ابن کا مطلب یہ لذیذ، مفید اور اپنے فوائد میں ثنائی نہیں رکھتا ہے۔ ہندو مذہب کا عقیدہ ہے کہ تلسی ان کی ماں ہے، ان کی حفاظت کرتی ہے اور گھر میں رحمت کے دیوتا آتے ہیں۔

## ساخت

تلسی کا پودا سدا بہار ہے۔ خزاں میں اس کے پتے نہیں گرتے، زمین میں بونے کے بعد بیج سے جڑیں بنتی ہیں اور ان سے ایک تنے کے بجائے کئی شاخیں نکلتی ہیں۔ ہر شاخ کے ساتھ پھولوں کے مانند خوشے لگتے ہیں۔ جن میں خوشبودار بیج ہوتے ہیں۔

## تلسی کی کیمیاوی ساخت:

بیجوں میں تیل کے علاوہ لیس دار اجزاء ہوتے ہیں۔ پتوں سے زرد رنگ کا سبزی مائل فراری تیل نکلتا ہے جو تھوڑی دیر پڑا ہے تو اس کی خشک قلیں بن جاتی ہیں جن کو (BAISIL) (CAMPBOR) کہتے ہیں۔ تلسی اور رام تلسی کے پتوں سے جو کیمیاوی عناصر میسر آتے ہیں، ان میں یوجی نول (EUGENOL) تھا نول (THYMOL) زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں یوجی نول بنیادی طور پر لونگ میں پائی جاتی ہے۔ اور حانوں کے درود کو دور کرنے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ تھا نول اس کے علاوہ صفر

میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھر میں دھونی دینے کے لیے مناسب قرار دیا ہے۔

## تلسی کے فوائد:

تلسی کے بیشمار فوائد اطباء نے بتائے ہیں۔ تلسی سے پسینہ آتا ہے۔ پرانا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ پیٹ سے ریاخ کو نکالتی ہے۔ محرک باہ مقوی پیشاب اور ہے تلسی کے پتوں کا رس نکال کر اس میں شہد ملا کر نہا دمنہ پینے سے چہرے کی رنگت نکھرتی ہے اس کا رس کان درد کے لیے اکیر ہے چند قطرے ڈالنے سے درد فوراً جاتا رہتا ہے۔

کپور تلسی کے پتے ہیں کہ نہا دمنہ کھانے سے پیٹ کے بٹیکے ٹوٹے مر جاتے ہیں۔ ویدک طب میں سانپ کا ٹسنے کے لیے اس کے پتوں کا رس بار بار دینا تریاق بتایا جاتا ہے۔ مریض اگر بے ہوش ہو تو یہ رس اس کے کانوں میں ڈالا جائے۔ ناف میں ڈالیں اور جسم پر مالش کریں۔ تلسی کی جود کا سفوف اگر بچہ کاٹے پر ملا جائے تو درد جاتا رہتا ہے تلسی کے بیجوں کو گائے کے نازہ دودھ کے ساتھ کھل کر کے لیں تو مستی اور اسہال میں فوری فائدہ کرتا ہے۔ تخم ریحان کو پانی میں ابال کر اس پانی سے سردھوں تو بال لیے ہوتے ہیں۔ اگر تلسی کے بیجوں کو پیس کر روغن زیتون یا عرق گلاب ملا کر سر پر لپ کریں تو گرتے بال رک جاتے ہیں۔ یہ لیپ خارش، ایگزیرما، گندے زخموں اور بال جھڑنے کے لیے مفید ہے۔ غرضیکہ تلسی کے بیشمار فوائد ہیں اور تلسی ایک اہم دوا ہے جو جنت سے آیا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کسی کو ریحان پیش کیا جائے وہ اس کیلئے سے افکار نہ کرے کیونکہ یہ اپنی خوشبو میں نہایت عمدہ اور ذراں میں ہلکا ہوتا ہے۔“

یہ رسالہ اور اس کے مختلف گوشے آپ کو کیسے لگے آپ اپنی رائے، مشورہ، تبصرہ اور تنقید ہمیں ضرور بھیجیں اس سے ہمیں اسے تحریک کے اصلاح میں مدد ملے گی

# خریداری / تحفہ فارم

اُردو سائنس ماہنامہ

میں "اُردو سائنس ماہنامہ" کا سالانہ خریداری بننا چاہتا ہوں / اپنے عزیز کو پورے سال بطور تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں / خریداری کی تجدید کرنا چاہتا ہوں (خریداری نمبر \_\_\_\_\_) (رسالے کا ذریعہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ روانہ کر رہا ہوں۔  
رسالے کو درج ذیل پتے پر بذریعہ سادہ ڈاک / رجسٹری ارسال کریں :

نام \_\_\_\_\_

پتہ \_\_\_\_\_

نوٹ :

- 1۔ رسالہ رجسٹری ڈاک سے منگوانے کے لیے ذریعہ سالانہ 280 روپے اور سادہ ڈاک سے 130 روپے (انفرادی) نیز 140 روپے (اداراتی و برائے لائبریری) ہے۔
  - 2۔ آپ کے ذریعہ سالانہ روانہ کرنے اور اگلے سال جاری ہونے میں تقریباً چار ہفتے لگتے ہیں اس مدت کے گزرنے کے بعد ہی یاد دہانی کریں۔
  - 3۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف URDU SCIENCE MONTHLY دیکھیں۔ دہلی سے باہر کے چیکوں پر 15 روپے بطور بینک کمیشن بھیجیں۔
- پتہ : 665/18A ڈاک رسنگر۔ نئی دہلی 110025

## شرح اشتہارات

## شرائط ایجنسی (یکم جنوری 1997 سے نافذ)

مکمل صفحہ	1800 روپے
نصف صفحہ	1200 روپے
چوتھائی صفحہ	900 روپے
دوسرا دبیر اکوڑ	2100 روپے
پشت کوڑ	2700 روپے

چھ اندراجات کا آرڈر دینے پر ایک اشتہار مفت اور بارہ اندراجات کا آرڈر دینے پر تین اشتہار مفت حاصل کیجئے۔  
● کمیشن پر اشتہارات کا کام کرنے والے حضرات رابطہ قائم کریں۔

- 1۔ کم سے کم دس کاپیوں پر ایجنسی دی جائے گی۔
- 2۔ رسالے بذریعہ دی۔ پی روانہ کیے جائیں گے کمیشن کی رقم کم کرنے کے بعد ہی دی۔ پی کی رقم مقرر کی جائے گی۔
- 3۔ شرح کمیشن درج ذیل ہے :  
50-10 کاپیوں پر 25 فی صد  
100-51 کاپیوں پر 30 فی صد  
101 سے زائد کاپیوں پر 35 فی صد
- 4۔ ڈاک خرچ ماہنامہ برداشت کرے گا۔
- 5۔ بچی ہوئی کاپیاں واپس نہیں لی جائیں گی۔ لہذا اپنی فروخت کا اندازہ لگانے کے بعد ہی آرڈر روانہ کریں۔
- 6۔ دی۔ پی واپس ہونے کے بعد اگر دوبارہ ارسال کی جائے گی تو خرچہ ایجنٹ کے ذمہ ہوگا۔

پتہ : برائے خط و کتابت

ایڈیٹر سائنس پوسٹ باکس نمبر 9764  
جامعہ سنگر، نئی دہلی 110025

## کسوٹی کوپن

نام \_\_\_\_\_  
 عمر \_\_\_\_\_ کسوٹی نمبر \_\_\_\_\_  
 کلاس \_\_\_\_\_  
 سیکشن \_\_\_\_\_  
 اسکول کا نام و پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_  
 گھر کا پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_

## کاوش کوپن

نام \_\_\_\_\_  
 عمر \_\_\_\_\_  
 کلاس \_\_\_\_\_  
 سیکشن \_\_\_\_\_  
 اسکول کا نام و پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_  
 گھر کا پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_ تاریخ \_\_\_\_\_

## سوال جواب کوپن

نام \_\_\_\_\_  
 عمر \_\_\_\_\_ تعلیم \_\_\_\_\_  
 مشغلہ \_\_\_\_\_  
 مکمل پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_  
 تاریخ \_\_\_\_\_

## چارٹ کوپن

نام \_\_\_\_\_  
 عمر \_\_\_\_\_ تعلیم \_\_\_\_\_  
 مشغلہ \_\_\_\_\_  
 مکمل پتہ \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 \_\_\_\_\_  
 پن کوڈ \_\_\_\_\_

- رسالے میں شائع شدہ تحریریں کو بغیر حوالہ نقل کرنا ممنوع ہے ○ قانونی چارہ جوئی صرف دہلی کی عدالتوں میں کی جائیگی۔  
 ○ رسالے میں شائع شدہ مضامین حقائق و ادعا کی صحت کی بنیادی ذمہ داری مصنف کی ہے۔

انور، پرنٹر، پبلشر شاہین نے کلاسیکل پرنٹرس 243 چاؤڑی بازار، دہلی سے چھپوا کر 665/12 ذکر نگر  
 نئی دہلی 25 سے شائع کیا۔ مدیر اعزازی: ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

# نیک خواہشات کے ساتھ منجانب



## الامین اسلامی مالیاتی و سرمایہ کاری کارپوریشن (دہلی) لمیٹڈ

رجسٹرڈ آفس: ایس۔ ایل۔ ہاؤس، 10 آصف علی روڈ، نئی دہلی 110002  
فون: 3233509 • 3236522 - ٹیکس: 031-66069  
فیکس: 91-11-4642466 • 91-11-3269723

کارپوریٹ اینڈ اینڈ منسٹر پیو آفس: 109 ملیہ بلڈنگ، این آر روڈ، بنگلور 2 (انڈیا)  
فون: 2275256 - ٹیکس: 0845-8835  
فیکس: 080-2275216



RNI Regn. No. 57347/94. Postal Regn. No. DL-11337/99 Licenced to Post Without Pre-Payment at New Delhi P.S.O. New Delhi-110002 **Posted On 1<sup>st</sup> and 2<sup>nd</sup> of Every Month** Licence No. U(C)180/99. Annual Subscription: Individual - Rs. 130. Institutional - Rs. 140. Regd. Post - Rs. 280.

# Urdu SCIENCE Monthly



سر پرستوں کی  
بے لوث خدمت نے  
ہمیں بنا دیا ہے

سب سے بڑا

شہری

کوآپریٹیو

بینک

بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک لمیٹڈ

شیڈولڈ بینک

رجسٹرڈ آفس: 78 محمد علی روڈ، بمبئی 400003

دہلی برانچ: 36 نیا جی سہاش مارگ، دریا گنج، نئی دہلی 110002